آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲ — بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء — نمبر ۱۱ و ۱۲

فہرست مضامین

انجمن اشاعۃ اسلام قادیان نے ضیاء الاسلام پریس قادیان دار الامان میں باہتمام حکیم مولوی فضل الدین ۲۰ دسمبر ۱۹۰۳ء کو چھپوا کر شائع کیا

چندہ سالانہ ..... معمولی کاغذ پر .... عہ ...... ولایتی کاغذ پر ..... سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تذکرۃ الشہادتین

دعوی مسیح موعود

اس زمانہ مین اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہین۔ مگر جس ظلم کو ابھی مین ذیل مین بیان کرون گا وہ ایک ایسا **دردناک حادثہ** ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے +

اس امر کو باترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھوین صدی ہجری کو ختم کر کے چودھوین صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب مین نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگون مین بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریرون کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ **مین ہی ہون** تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کرون اور خدا سے قوت پاکر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقوےٰ اور راستبازی کی طرف کھینچون اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیون کو دور کرون اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ مین براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانون کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی مین مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مین ہی ہون۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس

صفائی اور تواتر سے اس بارے مین ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی
طرح دل مین دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیون سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن
کی طرح وہ پوری ہوتی تھین اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتون کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے
اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے اور مین اس جگہ
توریت اور انجیل کا نام نہین لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والون کے ہاتھون سے اسقدر محرف
مبدّل ہوگئی ہین کہ اب ان کتابون کو خدا کا کلام نہین کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی
ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مین نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانون
کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔
تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہین دنون مین
رمضان کے مہینہ مین سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت مین ماہ رمضان مین
سورج اور چاند کا گرہن ہوگا اور انہین ایام مین طاعون بھی کثرت سے پنجاب مین ہوئی جیسا کہ قرآن شریف مین یہ
خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیون نے بھی یہ خبر دی ہے۔ کہ ان دنون مین مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی
گاؤن اور شہر اس مری سے باہر نہین رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک
مین طاعون کا نام و نشان نہ تھا قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے
کی خبر دی پھر اس بارہ مین الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرائون مین ہوا چنانچہ
مندرجہ ذیل وحی مین اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

اَتٰی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیّون۔ انّ اللّٰہ مع الّذین
اتّقوا و الّذین ھم محسنون۔ انّہٗ قویٌّ عزیزٌ۔ وانّہ غالبٌ علٰی امرہٖ و
لٰکنّ اکثر النّاس لا یعلمون۔ انّما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یّقول لہٗ کن فیکون
اتفرّون منّی و انا من المجرمین منتقمون یقولون ان ھذا الّا قول البشر و
اعانہٗ علیہ قومٌ اٰخرون۔ جاھلٌ او مجنونٌ۔ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ
فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ۔ انّا کفیناک المستھزئین۔ انّی مھینٌ من اراد
اھانتک۔ و انّی معینٌ من اراد اعانتک و انّی لا یخاف لدیّ المرسلون
اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح و تمّت کلمۃ ربّک ھذا الّذی کنتم بہٖ تستعجلون

وَ اِذَا قِیلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوا فِی الْاَرْضِ قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ۔ اَلَا اِنَّھُمْ
ھُمُ الْمُفْسِدُونَ۔ وَ اِنْ یَّتَّخِذُونَکَ اِلَّا ھُزُوًا اَھٰذَا الَّذِی بَعَثَ اللّٰہُ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ
بِالْحَقِّ فَھُمْ لِلْحَقِّ کَارِھُونَ۔ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُونَ۔ سُبْحٰنَہٗ
وَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُونَ۔ وَ یَقُولُونَ لَسْتَ مُرْسَلًا۔ قُلْ عِنْدِی شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ
اَنْتُمْ تُؤْمِنُونَ۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِی حَضْرَتِی۔ اخْتَرْتُکَ لِنَفْسِی۔ اِذَا غَضِبْتَ
غَضِبْتُ وَ کُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ
وَ یَمْشِی اِلَیْکَ۔ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃٍ لَّا یَعْلَمُھَا الْخَلْقُ۔ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیدِی
وَ تَفْرِیدِی۔ اَنْتَ مِنْ مَّآءِنَا وَ ھُمْ مِّنْ فَشَلٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَکَ الْمَسِیحَ
ابْنَ مَرْیَمَ۔ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَعْلَمْ۔ قَالُوا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیبٌ لَا رَآدَّ
لِفَضْلِہٖ۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُونَ۔ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیدُ۔ خَلَقَ
اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ وَ قَالُوا اَتَجْعَلُ فِیھَا
مَنْ یُّفْسِدُ فِیھَا قَالَ اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ یَقُولُونَ اِنْ ھٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ
قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِی خَوْضِھِمْ یَلْعَبُونَ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ
وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِینَ۔ یَا اَحْمَدِی اَنْتَ مُرَادِی وَ مَعِی۔ سِرُّکَ
سِرِّی۔ شَاْنُکَ عَجِیبٌ وَّ اَجْرُکَ قَرِیبٌ۔ اِنِّی اَنَرْتُکَ وَ اخْتَرْتُکَ۔ یَاْتِی
عَلَیْکَ زَمَنٌ کَمِثْلِ زَمَنِ مُوسٰی۔ وَ لَا تُخَاطِبْنِی فِی الَّذِینَ ظَلَمُوا
اِنَّھُمْ مُّغْرَقُونَ۔ وَ یَمْکُرُونَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِینَ۔ اِنَّہٗ کَرِیمٌ تَمَشّٰی
اَمَامَکَ وَ عَادٰی لَکَ مَنْ عَادٰی وَ سَوْفَ یُعْطِیکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ اِنَّا نَرِثُ
الْاَرْضَ نَاْکُلُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُھُمْ
وَ لِتَسْتَبِینَ سَبِیلُ الْمُجْرِمِینَ۔ قُلْ اِنِّی اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِینَ
قُلْ یُوحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ وَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ
لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُونَ۔ فَبِاَیِّ حَدِیثٍ بَعْدَہٗ تُؤْمِنُونَ۔
یُرِیدُونَ اَنْ لَّا یَتِمَّ اَمْرُکَ۔ وَ اللّٰہُ یَاْبٰی اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ اَمْرَکَ۔
وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیزَ الْخَبِیثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔ ھُوَ الَّذِی

اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ اٰتٍ۔ وَرَکَلَ وَرَکٰی یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنَ الْعِدَا۔ وَیَسْطُوْ بِکُلِّ مَنْ سَطَا۔ حَلَّ غَضَبُہٗ عَلَی الْاَرْضِ۔ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۔ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔ اَمْرٌ مِّنَ السَّمَآءِ۔ اَمْرٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْرَمِ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اِصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اِنَّہٗ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِکْبَارٍ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَصُوْمُ۔ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ۔ وَاَجْعَلُ لَکَ اَنْوَارَ الْقُدُوْمِ۔ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَی الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ اِنِّیْ اَنَا الصَّاعِقَۃُ وَاِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُو اللُّطْفِ وَالنَّدٰی ✦

ترجمہ۔ خدا کا امر آرہا ہے پس تم جلدی مت کرو یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہین یعنی ادب اور حیا اور خوف الٰہی کی پابندی سے ان ظنی راہوں کو بھی چھوڑتے ہین جن مین معصیت اور نافرمانی کا گمان ہوسکتا ہے اور دلیری سے کوئی قدم نہین اٹھاتے بلکہ ڈرتے ڈرتے کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہین اور خدا ان کے ساتھ ہے جو اس کے ساتھ اخلاص اور اس کے بندون سے نیکی بجالاتے ہین۔ وہ قوی اور غالب ہے وہ ہر ایک امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے۔ جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو۔ پس وہ بات ہو جاتی ہے۔ کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو اور ہم مجرمون سے انتقام لین گے۔ کہتے ہین کہ یہ تو صرف انسان کا قول ہے اور ان باتون مین دوسرون نے اس شخص کی مدد کی ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تمہین دوست رکھے اور جو لوگ تجھ سے ٹھٹھا کرتے ہین ہم ان کے لئے کافی ہین مین اس شخص کی اہانت کرون گا جو تیری اہانت کے درپے ہے۔ اور مین اس شخص کی مدد کرون گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔ مین ہون جو میرے پاس ہو کر میرے رسول ڈرا نہین کرتے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور تیرے رب کا کلمہ پورا ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے

اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہین کہ ہم تو اصلاح کرتے ہین۔ خبردار رہو کہ وہی مفسد
ہین اور تجھے انہون نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہین کہ کیا یہ وہی شخص ہے کہ جو
خدا نے مبعوث فرمایا یہ تو ان کی باتین ہین اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے سامنے حق پیش کیا پس وہ حق
کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہین اور جن لوگون نے ظلم کیا ہے۔ وہ عنقریب جان لین گے کہ وہ کس
طرف پھیرے جائین گے۔ خدا ان تہمتون سے پاک اور برتر ہے جو اس پر لگا رہے ہین اور کہتے ہین کہ تو
خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہین۔ ان کو کہدے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے پس کیا تم ایمان لاتے
ہو۔ تو میری درگاہ مین وجیہ ہے مین نے اپنے لئے تجھے چن لیا۔ جب تو کسی پر ناراض ہو تو مین اس پر ناراض
ہوتا ہون اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار کرتا ہے مین بھی اس سے پیار کرتا ہون خدا اپنے عرش سے تیری
تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا
نہین جانتی۔ تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل
سے۔ اس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا اور تجھے وہ باتین سکھلائین جن کی تجھے خبر نہ تھی لوگون
نے کہا کہ یہ مرتبہ تجھے کہان سے اور کیونکر مل سکتا ہے ان کو کہدے کہ میرا خدا عجیب ہے اس کے فضل کو کوئی
رد نہین کر سکتا۔ جو کام وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہین جاتا کہ ایسا کیون کیا۔ مگر لوگ اپنے اپنے کامون
سے پوچھے جاتے ہین تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے اس نے اس آدم کو پیدا کر کے اس کو بزرگی دی
مین نے اس زمانہ مین ارادہ کیا کہ اپنا ایک خلیفہ زمین پر قائم کرون پس مین نے اس آدم کو پیدا کیا اور
لوگون نے کہا کہ کیا تو ایسا شخص اپنا خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے یعنے پھوٹ ڈالتا ہے تو خدا نے
کہا کہ جن باتون کا مجھے علم ہے تمہین وہ باتین معلوم نہین اور کہتے ہین کہ یہ ایک بناوٹ ہے۔ کہہ خدا ہی جس نے
یہ سلسلہ قائم کیا پھر یہ کہہ کر ان کو اپنے لہو و لعب مین چھوڑ دے اور ہم نے حق کے ساتھ اسکو اتارا اور ضرورت
حقہ کے موافق وہ اترا اور ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے ایک عام رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اے میرے احمد تو
میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے۔ مین نے تجھے
روشن کیا اور مین نے تجھے چُنا۔ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جیسا کہ موسے پر زمانہ آیا تھا اور تو ان لوگون
کے بارے مین میری جناب مین شفاعت مت کر جو ظالم ہین کیونکہ وہ غرق کئے جائین گے اور یہ لوگ
مکر کرین گے اور خدا بھی ان سے مکر کرے گا اور خدا تعالے بہتر مکر کرنیوالا ہے۔ وہ کریم ہے جو تیرے آگے
آگے چلتا ہے اور اس کو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے جو تجھ سے دشمنی کرتا ہے اور وہ عنقریب تجھے وہ چیزین دیگا

جن سے تو راضی ہو جائے گا۔ہم زمین کے وارث ہونگے اور ہم اس کو اس کے طرفون سے کھاتے جاتے ہین
تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہین گئے اور تاکہ مجرمون کی راہ کھل جائے۔کہہ مین مامور
ہون اور مین سب سے پہلے مومن ہون۔کہہ میرے پر یہ وحی نازل ہوتی ہے۔کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام
خیر قرآن مین ہے۔اس کے حقائق معارف تک وہ لوگ پہنچتے ہین جو پاک کئے جاتے ہین پس تم اس کے
بعد یعنے اس کو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔یہ لوگ ارادہ کرتے ہین کہ کچھ ایسی کوشش کرین کہ تیرا امر
ناتمام رہ جائے لیکن خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تیری بات کو کمال تک پہنچاوے اور خدا ایسا نہین ہے کہ قبل
اس کے جو پاک اور پلید مین فرق کر کے دکھلاوے تجھے چھوڑ دے۔خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول
کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق دیکر اس غرض سے بھیجا ہے تا وہ اس دین کو تمام دینون پر غالب
کرے اور خدا کا وعدہ ایک دن ہونا ہی تھا خدا کا وعدہ آگیا اور ایک پیر اس نے زمین پر مارا اور خلل کی
اصلاح کی۔خدا تجھے دشمنون سے بچائیگا اور اس شخص پر حملہ کریگا کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کریگا۔
اس کا غضب زمین پر اتر آیا کیونکہ لوگون نے معصیت پر کمر باندھی اور وہ حد سے گذر گئے۔بیماریان
ملک مین پھیلائی جائینگی اور طرح طرح کے اسباب سے جانین تلف کیجائینگی۔یہ امر آسمان پر قرار پا چکا ہے
یہ اس خدا کا امر ہے جو غالب اور بزرگ ہے۔جو کچھ قوم پہ نازل ہوا خدا اسکو نہین بدلائیگا جبتک کہ وہ لوگ
اپنے دلون کی حالتین نہ بدلا لین۔وہ اس گاؤن کو جو قادیان ہے کسی قدر ابتلا کے بعد اپنی پناہ مین لے لیگا*
آج خدا کے سوا کوئی بچانیوالا نہین ہماری آنکھون کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا۔وہ قادر خدا تیرے ساتھ
اور تیرے لوگون کے ساتھ ہے مین ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہے بچاؤن گا مگر وہ لوگ جو میرے مقابل پر
تکبر سے اپنے تئین نافرمان اور اونچا رکھتے ہین یعنی پورے طور پر اطاعت نہین کرتے اور خاصکر میری حفاظت
تیرے شامل حال رہے گی۔خدائے رحیم کی طرف سے سلامتی ہے۔تم پر سلامتی ہے تم پاک نفس ہو۔اور اے مجرمو آج
تم الگ ہو جاؤ مین اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا اور اسکو ملامت کرونگا
جو ملامت کرتا ہے اور تجھے وہ نعمت دونگا جو ہمیشہ رہیگی اور اپنی تجلی کے نور تجھ مین رکھ دونگا اور مین اس زمین سے وقت مقدر تک
علیحدہ نہین ہونگا یعنی میری قہری تجلی مین فرق نہ آئیگا مین صاعقہ ہون اور مین رحمان ہون صاحب لطف اور بخشش

* اوی کا لفظ زبان عرب مین ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی قدر مصیبت یا ابتلا کے بعد اپنی پناہ مین لیا جائے۔اور
کثرت مصائب اور تلف ہونے سے بچا یا جائے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے الم یجدک یتیماً فاوی۔اسی طرح تمام قرآن شریف مین آوی اور آوی
کا لفظ ایسے ہی موقعون پر استعمال ہوا ہے کہ جہان کسی شخص یا کسی قوم کو کسی قدر تکلیف کے بعد پھر آرام دیا گیا۔منہ

ذکر واقعہ شہادتین

انہیں دنوں میں جبکہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعوے مسیح موعود ہونیکا دلائل کے ساتھ دنیا میں شایع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبد اللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں۔ اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے وہ سب دلیلیں ان کی نظر سے گذریں اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقوے شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعوے کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور ان کی پاک کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ اور یہ دعوے صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا۔ اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔ آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علما کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے۔ اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا اور وہ درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقوے اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنیکے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنیکے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو اکثر لوگ باوجود بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے اور پوشیدہ بخل خواہ وہ

جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتون کے متعلق ان کے ناکمل نفسون مین پایا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ مین ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنیکے وقت ڈرتا رہتا ہون کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دین لیکن مین کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کرون جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی مین یون پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دیجاتی ہے۔ اکثر لوگون کو مین دیکھتا ہون کہ ان کا اول اور آخر برابر نہین ہوتا اور ادنے سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بدصحبت سے وہ گر جاتے ہین مگر جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل مین کن الفاظ سے بیان کرون کہ وہ نور یقین مین دمبدم ترقی کرتا گیا اور جب وہ میرے پاس پہنچا تو مین نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو انہون نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ مین ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس مین ہم ہین اس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہین وہ اپنی زبانون سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے مگر ان کے دل مومن نہین اور ان کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع و اقسام کی معصیت سے پُر ہین۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہین اور اکثر دل تاریک پردون مین ایسے بےحس و حرکت ہین۔ کہ گویا مر گئے ہین۔ اور وہ دین اور تقوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے جس کی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی تھی اور وہ صدق اور یقین اور ایمان جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلا شبہ اب وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ایسا ہی مین دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت مین ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو۔ بلکہ مین روز بروز اس اضطراب مین تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہین دنون مین یہ آواز میرے کانون تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب مین مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے اور مین نے بڑی کوشش سے چند کتابین آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائین اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر ان کو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کا ہر ایک بیان کا مصدق پایا پس وہ بات جس نے پہلے پہلے مجھے اس طرف حرکت دی وہ یہی ہے کہ مین نے دیکھا کہ ایک طرف تو قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ عیسے علیہ السلام فوت ہو گئے اور واپس نہین آئینگے اور دوسری وہ موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس امت کو وعدہ دیتا ہے کہ وہ اس امت کی مصیبت اور ضلالت کے دنون مین ان خلیفون کے رنگ مین خلیفے بھیجتا رہیگا جو موسوی سلسلہ کے قائم اور بحال رکھنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ سو چونکہ ان مین سے حضرت عیسے علیہ السلام ایک ایسے خلیفے تھے جو موسوی سلسلہ کے آخر مین پیدا ہوئے اور نیز وہ ایسے خلیفے تھے کہ جو لڑائی

کے لئے مامور نہیں ہوئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے ضرور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے رنگ پر بھی اس امت مین آخری زمانہ مین کوئی پیدا ہو اسی طرح بہت سے کلمات معرفت اور دانائی کے ان کے منہ سے مین نے سنے جو بعض یاد رہے اور بعض بھول گئے اور وہ کئی مہینے تک میرے پاس رہے اور اس قدر ان کو میری باتون مین دلچسپی ہوئی کہ انہون نے میری باتون کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ مین اس علم کا محتاج ہون جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے۔ سو مین نے ان کو مستعد پا کر جہان تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف ان کے دل مین ڈالے اور اس طرح پر ان کو سمجھایا کہ دیکھو یہ بات بہت صاف ہے کہ اللہ جلشانہٗ قرآن شریف مین فرماتا ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاہِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ جس کے یہ معنی ہین کہ ہم نے ایک رسول کو جو تم پر گواہ ہے یعنی اس بات کا گواہ کہ تم کیسی خراب حالت مین ہو تمہاری طرف اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا سو اس آیت مین اللہ جلشانہٗ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھہرایا ہے پھر سورۂ نور مین سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل ٹھہرا دیا ہے۔ سو کم سے کم تحقق مشابہت کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونون سلسلون کے اول اور آخر مین نمایان مشابہت ہو یعنی یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ کے اول پر مثیل موسیٰ ہو اور اس سلسلہ کے اخیر مین مثیل عیسیٰ اور ہمارے مخالف علماء یہ تو مانتے ہین کہ سلسلہ ملت اسلامیہ مثیل موسیٰؑ سے شروع ہوا۔ مگر وہ سراسر ہٹ دھرمی سے اس بات کو قبول نہین کرتے کہ خاتمہ اس سلسلہ کا مثیل عیسیٰ پر ہوگا۔ اور اس صورت مین وہ عمداً قرآن شریف کو چھوڑتے ہین کیا یہ سچ نہین ہے کہ قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا بلکہ آیت کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مین تمام سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیدیا ہے۔ پس اس صورت مین قطعاً وجوباً لازم آتا ہے کہ سلسلۂ خلافت اسلامیہ کے آخر مین ایک مثیل عیسیٰ پیدا ہو اور چونکہ اول اور آخر کی مشابہت ثابت ہونے سے تمام سلسلہ کی مشابہت ثابت ہو جاتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے پاک نبیون کی کتابون مین جا بجا انہین دونون بہتون پر زور دیا گیا ہے بلکہ اول اور آخر کے دشمنون مین بھی مشابہت ثابت کی گئی ہے جیسا کہ ابوجہل کو فرعون سے مشابہت دی گئی ہے اور آخری مسیح کے مخالفین کو یہود مغضوب علیہم سے اور آیت کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مین یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ آخری خلیفہ اس امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے زمانہ مین آئیگا جو وہ زمانہ اپنی مدت مین اس زمانہ کی مانند ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے یعنے چودھوین صدی کیونکہ کَمَا کا لفظ جس مشابہت کو چاہتا ہے اس مین زمانہ کی مشابہت بھی داخل ہے۔ تمام فرقے یہودیون کے اس بات پر متفق ہین کہ عیسیٰؑ ابن مریم نے جس زمانہ مین دعوے نبوت کیا وہ زمانہ حضرت موسیٰؑ سے چودھوین صدی تھی۔ اور عیسائیون مین سے پروٹسٹنٹ مذہب والے

خیال کرتے ہین کہ پندرھوین صدی موسوی سے کچھ سال گذر چکے تھے جب حضرت عیسٰے نے دعوے نبوت کیا۔ اور پروٹسٹنٹ کا قول یہودیون کے متفق علیہ قول کے مقابل پر کچھ چیز نہین اور اگر اس کی صحت مان بھی لین تو اس قدر قلیل فرق سے مشابہت مین کچھ فرق نہین آتا بلکہ مشابہت ایک قلیل فرق کو چاہتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی رو سے سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے ہر ایک نیکی اور بدی مین مشابہت رکھتا ہے اسی کی طرف ان آیتون مین اشارہ ہے کہ ایک جگہ یہود کے حق مین لکھا ہے **فینظر کیف تعملون** دوسری جگہ مسلمانون کے حق مین لکھا ہے **لننظر کیف تعملون**۔ ان دونون آیتون کے یہ معنے ہین کہ خدا تمہین خلافت اور حکومت عطا کر کے پھر دیکھے گا کہ تم راستباز ی پر قائم رہتے ہو یا نہین۔ ان آیتون مین جو الفاظ یہود کے لئے استعمال کئے ہین وہی مسلمانون کے لئے یعنی ایک ہی آیت کے نیچے ان دونون کو رکھا ہے پس ان آیتون سے بڑھ کر اس بات کے لئے اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا نے بعض مسلمانون کو یہود قرار دیدیا ہے اور صاف اشارہ کر دیا ہے کہ جن بدیون کے یہود مرتکب ہوئے تھے یعنے علماء ان کے اس امت کے علماء بھی انہین بدیون کے مرتکب ہونگے اور اسی مفہوم کی طرف آیت **غیر المغضوب علیہم** مین بھی اشارہ ہے کیونکہ اس آیت مین باتفاق کل مفسرین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہین جن پر حضرت عیسٰے علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے غضب نازل ہوا تھا۔ اور احادیث صحیحہ مین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہین جو مورد غضب الٰہی دنیا مین ہی ہوئے تھے اور قرآن شریف بھی گواہی دیتا ہے کہ یہود کو مغضوب علیہم ٹھہرانے کے لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان پر لعنت جاری ہوئی تھی۔ پس یقینی اور قطعی طور پر مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہین جنہون نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سولی پر ہلاک کرنا چاہا تھا۔ اب خدا تعالےٰ کا یہ دعا سکھلانا کہ خدایا ایسا کر کہ ہم وہی یہودی نہ بن جائین جنہون نے عیسٰے کو قتل کرنا چاہا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ امت محمدیہ مین بھی ایک عیسٰے پیدا ہونے والا ہے ورنہ اس دعا کی کیا ضرورت تھی اور نیز جبکہ آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین بعض علماء مسلمان بالکل علماء یہود سے مشابہ ہو جائینگے اور یہود بن جائین گے۔ پھر یہ کہنا کہ ان یہودیون کی اصلاح کے لئے اسرائیلی عیسٰے آسمان سے نازل ہوگا بالکل غیر معقول بات ہے کیونکہ اول تو باہر سے ایک نبی کے آنے سے مہر ختم نبوت ٹوٹتی ہے اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہراتا ہے۔ ماسوا اس کے قرآن شریف کی رو سے یہ امت خیر الامم کہلاتی ہے پس اس کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کوئی نہین ہو سکتی کہ یہودی بننے کے لئے تو یہ امت ہو مگر عیسٰے باہر سے آوے۔ اگر یہ سچ ہے کہ کسی زمانہ مین اکثر علماء اس امت کے یہودی بن جائین گے یعنے یہود خصلت ہو جائین گے تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ ان یہود کے درست کرنے کے لئے عیسٰے باہر سے نہین آئے گا بلکہ جیسا کہ بعض افراد کا نام یہود رکھا گیا ہے ایسا ہی ان کے مقابل پر ایک فرد کا نام عیسٰے بھی رکھا جائیگا۔ اس بات کا انکار نہین ہو سکتا کہ قرآن اور حدیث دونون نے بعض

افراد اس امت کا نام یہود رکھا ہے جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیہم سے بھی ظاہر ہے کیونکہ اگر بعض افراد اس امت کے یہودی
بننے والے نہ ہوتے تو دعا مذکورہ بالا ہرگز نہ سکھلائی جاتی جب سے دنیا مین خدا کی کتابین آئی ہین خدا تعالے کا
ان مین یہی محاورہ ہے کہ جب کسی قوم کو ایک بات سے منع کرتا ہے کہ مثلاً تم زنا نہ کرو یا چوری نہ کرو یا یہودی نہ بنو تو
اس منع کے اندر پیشین گوئی مخفی ہوتی ہے کہ بعض ان مین سے ارتکاب ان جرائم کا کرین گے دنیا مین کوئی شخص
ایسی نظیر پیش نہین کر سکتا کہ ایک جماعت یا ایک قوم کو خدا تعالے نے کسی ناکردنی کام سے منع کیا ہو اور پھر وہ
سب کے سب اس کام سے باز رہے ہون بلکہ ضرور بعض اس کام کے مرتکب ہو جاتے ہین جیسا کہ اللہ تعالے نے
توریت مین یہودیوں کو یہ حکم دیا کہ تم نے توریت کی تحریف نہ کرنا سو اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض یہود نے توریت کی
تحریف کی مگر قرآن شریف مین خدا تعالے نے مسلمانون کو کہین یہ حکم نہین دیا کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ یہ
فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - یعنے ہم نے ہی قرآن شریف کو اتارا اور ہم ہی اس کی محافظت
کرین گے اسی وجہ سے قرآن شریف تحریف سے محفوظ رہا۔ غرض یہ قطعی اور یقینی اور مسلم سنت الٰہی ہے کہ جب خدا تعالے
کسی کتاب مین کسی قوم یا جماعت کو ایک بُرے کام سے منع کرتا ہے یا نیک کام کے لئے حکم فرماتا ہے تو اس کے علم قدیم
مین یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کے حکم کی مخالفت بھی کرین گے پس خدا تعالے کا سورہ فاتحہ مین یہ فرمانا کہ تم دعا
کیا کرو کہ تم وہ یہودی نہ بن جاؤ جنہون نے عیسٰے علیہ السلام کو سولی دینا چاہا تھا جس سے دنیا مین ہی ان پر غضب الٰہی کی
مار پڑی اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالے کے علم مین یہ مقدر تھا کہ بعض افراد اس امت کے جو علماء امت
کہلائین گے اپنی شرارتون اور تکذیب مسیح وقت کی وجہ سے یہودیون کا جامہ پہن لین گے ورنہ ایک لغو دعا
کے سکھلانے کی کچھ ضرورت نہ تھی یہ تو ظاہر ہے کہ علماء اس امت کے اس طرح کے یہودی نہین بن سکتے کہ وہ اسرائیل
کے خاندان مین سے بن جائین اور پھر عیسٰے ابن مریم کو جو مدت سے اس دنیا سے گذر چکا ہے سولی دینا چاہین کیونکہ
اب اس زمانہ مین نہ وہ یہودی اس زمین پر موجود ہین نہ وہ عیسٰے موجود ہے پس ظاہر ہے کہ اس آیت مین ایک
آیندہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتلانا منظور ہے کہ اس امت میں عیسی مسیحؑ کے رنگ مین آخری زمانہ مین
ایک شخص مبعوث ہوگا اور اس کے وقت کے بعض علماء اسلام ان یہودی علما کی طرح اُسکو دکھ دین گے جو عیسٰے
علیہ السلام کو دکھ دیتے تھے اور ان کی شان مین بدگوئی کرینگے بلکہ احادیث صحیحہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہودی
بننے کے یہ معنے ہین کہ یہودیون کی بداخلاق اور بدعادات علماء اسلام مین پیدا ہو جائین گی۔ اور گو بظاہر مسلمان
کہلائین گے مگر ان کے دل مسخ ہو کر ان یہودیون کے رنگ سے رنگین ہو جائین گے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو
دکھ دے کر مورد غضب الٰہی ہوئے تھے پس جبکہ یہودی یہی لوگ بنین گے جو مسلمان کہلاتے ہین تو کیا یہ اس

امت مرحومہ کی یہ عزت نہیں کہ یہودی بننے کے لئے تو یہ مقرر کئے جائیں مگر مسیح جو ان یہودیوں کو درست کرنیگا وہ باہر سے آوے یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے۔ قرآن شریف نے سلسلہ محمدیہ کو ہر ایک نیکی اور بدی میں سلسلہ موسویہ کے مقابل رکھا ہے نہ صرف بدی میں ماسوا اس کے آیت غیر المغضوب علیہم کا صریح یہ منشاء ہے کہ وہ لوگ یہودی اس لئے کہلائیں گے کہ خدا کے مامور کو جو ان کی اصلاح کے لئے آئیگا بنظر تحقیر انکا دیکھیں گے اور اس کی تکذیب کرینگے اور اس کو قتل کرنا چاہیں گے اور اپنے قوائے غضبیہ کو اس کی مخالفت میں بھڑکائیں گے اس لئے وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائیں گے۔ ان یہودیوں کی مانند جو حضرت عیسے علیہ السلام کی تکذیب کرتے تھے جس تکذیب کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا تھا کہ سخت طاعون یہود میں پڑی تھی اور بعد اس کے طیطوس رومی کے ہاتھ سے وہ نیست و نابود کئے گئے تھے پس آیت غیر المغضوب علیہم سے ظاہر ہے کہ دنیا میں ہی کوئی غضب ان پر نازل ہوگا کیونکہ آخرت کے غضب میں تو ہر ایک کافر شریک ہے اور آخرت کے لحاظ سے تمام کافر مغضوب علیہم ہیں پھر کیا وجہ کہ خدا تعالےٰ نے اس آیت میں خاص کر کے ان یہودیوں کا نام مغضوب علیہم رکھا جنہوں نے حضرت عیسےٰ کو سولی دینا چاہا تھا۔ بلکہ اپنی دانست میں سولی دے چکے تھے پس یاد رہے کہ ان یہودیوں کو مغضوب علیہم کی خصوصیت اس لئے دی گئی کہ دنیا میں ہی ان پر غضب الٰہی نازل ہوا تھا اور اسی بنا پر سورہ فاتحہ میں اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ خدایا ایسا کر کہ وہی یہودی ہم نہ بن جائیں یہ ایک پیش گوئی تھی جسکا یہ مطلب تھا کہ جب اس امت کا مسیح مبعوث ہوگا تو اس کے مقابل پر وہ یہودی بھی پیدا ہو جائیں گے۔ جن پر اسی دنیا میں خدا کا غضب نازل ہوگا پس اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ یہ مقدر ہے کہ تم میں سے بھی ایک مسیح پیدا ہوگا اور اس کے مقابل پر یہود پیدا ہونگے جن پر دنیا میں ہی غضب نازل ہوگا۔ سو تم دعا کرتے رہو کہ تم ایسے یہود نہ بن جاؤ۔

یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ یوں تو ہر ایک کافر قیامت میں مورد غضب الٰہی ہے لیکن اس جگہ غضب سے مراد دنیا کا غضب ہے جو مجرموں کے سزا دینے کے لئے دنیا میں ہی نازل ہوتا ہے اور وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسے علیہ السلام کو دکھ دیا تھا اور بموجب نص قرآن کریم ان کی زبان پر لعنتی کہلائے تھے وہ وہی لوگ تھے جن پر دنیا میں ہی عذاب کی مار پڑی تھی یعنی اول سخت طاعون سے وہ ہلاک کئے گئے تھے اور پھر جو باقی رہ گئے تھے وہ طیطوس رومی کے ہاتھ سے سخت عذاب کے ساتھ ملک سے منتشر کئے گئے تھے پس غیر المغضوب علیہم میں یہی عظیم الشان پیش گوئی مخفی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے یہودی کہلائیں گے وہ بھی ایک مسیح کی تکذیب کریں گے جو اس پہلے مسیح کے رنگ پر آئے گا یعنے نہ وہ جہاد کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا بلکہ

پاک تعلیم اور آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلائے گا اور اس آخری مسیح کی تکذیب کے بعد بھی دنیا میں طاعون پھیلے گی اور وہ سب باتیں پوری ہوں گی جو ابتدا سے سب نبی کہتے چلے آئے ہیں اور یہ وسوسہ کہ آخری زمانہ میں وہی مسیح ابن مریم دوبارہ دنیا میں آجائے گا۔ یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے جو شخص قرآن شریف کو ایک تقوے اور ایمان اور انصاف اور تدبر کی نظر سے دیکھے گا اس پر روز روشن کی طرح کھل جائیگا کہ خداوند قادر کریم نے اس امت محمدیہ کو موسوی امت کے بالکل بالمقابل پیدا کیا ہے۔ ان کی اچھی باتوں کے بالمقابل پر اچھی باتیں دی ہیں اور ان کی بُری باتوں کے مقابل پر بُری باتیں اس امت میں بعض ایسے ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مغضوب علیہم یہود سے مشابہت رکھتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گھر ہے جس میں عمدہ عمدہ آراستہ کمرے موجود ہیں جو عالیشان اور مہذب لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہیں اور جس کے بعض حصے میں پائخانے بھی ہیں اور بدرو بھی اور گھر کے مالک نے چاہا کہ اس محل کے مقابل پر ایک اور محل بناوے کہ تا جو سامان اس پہلے محل میں تھا اس میں بھی موجود ہو۔ سو یہ دوسرا محل اسلام کا محل ہے اور پہلا محل موسوی سلسلہ کا محل تھا۔ یہ دوسرا محل پہلے محل کا کسی بات میں محتاج نہیں۔ قرآن شریف توریت کا محتاج نہیں اور یہ امت کسی اسرائیلی نبی کی محتاج نہیں۔ ہر ایک کامل جو اس امت کے لئے آتا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اس کی وحی محمدی وحی کی ظل ہے۔ یہی ایک نکتہ ہے جو سمجھنے کے لائق ہے۔ افسوس ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دوبارہ لاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کو فخر مشابہت حاصل ہو نہ یہ ذلت کہ کوئی اسرائیلی نبی آوے تا امت اصلاح پاوے۔ علاوہ اس کے یہ نہایت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے لغو اعتقاد پر زور دیا جاوے جس کی خدا کی کتاب میں کوئی نظیر نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھنے کی درخواست کی گئی جیسا قرآن شریف میں مذکور ہے مگر وہ یہ کہہ کر نامنظور کی گئی کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا تو کیا عیسےٰ بشر نہ تھا کہ اس کو بغیر درخواست کے آسمان پر چڑھایا گیا۔ پھر قرآن شریف سے تو صرف رفع الی اللہ ثابت ہے جو ایک روحانی امر ہے نہ رفع الی السماء اور یہودیوں کا اعتراض تو یہ تھا کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جاوے اس کا رفع روحانی دوسرے نبیوں کی طرح خدا تعالے کی طرف نہیں ہوتا اور یہی اعتراض دفع کرنے کے لائق تھا پس قرآن شریف نے کہاں اس اعتراض کو دفع کیا ہے یعنی اس تمام نزاع کی بنیاد یہ تھی کہ یہودی کہتے تھے کہ عیسےٰ مصلوب ہو گیا ہے اور جو شخص مصلوب ہو اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا اس لئے عیسےٰ کا اور نبیوں کی طرح خدا تعالے کی طرف رفع روحانی نہیں ہوا لہذا وہ مومن نہیں ہے اور نہ نجات یافتہ ہے اور چونکہ قرآن اس بات کا ذمہ وار ہے کہ

نبی دوبارہ دنیامین نہ آیا اس لئے ہم نے اس شخص کو قبول نہ کیا ہمین یہ نہین کہا گیا تھا کہ جبتک الیاس کا مثیل نہ آوے سچا مسیح نہین آئیگا بلکہ ہمین کہا گیا تھا کہ سچے مسیح کے پہلے سچ مچ الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے سو وہ بات پوری نہ ہوئی ✣

پھر اس کے بعد یہ فاضل یہودی جس کی کتاب میرے پاس ہے اپنی اس دلیل پر بڑا فخر کر کے پبلک کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ کیا ایسے مفتری کو کوئی قبول کر سکتا ہے جو تاویلوں سے کام لیتا ہے۔ اور اپنے استاد یوحنا کو خواہ نخواہ الیاس ٹھہراتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے بڑا جوش ظاہر کیا ہے اور ایسے تحقیر کے الفاظ سے حضرت مسیح کو یاد کرتا ہے جن کی نقل ہم اس جگہ کر نہین سکتے اور اگر قرآن نازل نہ ہوا ہوتا تو اس حجت مین بظاہر یہود حق بجانب معلوم ہوتے تھے کیونکہ ملاکی نبی کے صحیفہ مین درحقیقت یہ الفاظ نہین ہین کہ سچے مسیح کے پہلے مثیل الیاس آئیگا بلکہ صاف لکھا ہے کہ اس مسیح سے پہلے خود الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت مین اگرچہ عیسائی حضرت مسیح کی خدائی کے لئے روتے ہین مگر نبوت بھی ثابت نہین ہو سکتی اور یہودی سچے معلوم ہوتے ہین پس یہ احسان قرآن شریف کا عیسائیون پر ہے کہ حضرت مسیح کی سچائی ظاہر کر دی ✣

اس جگہ ایک سوال باقی رہتا ہے اور وہ یہ کہ جس حالت مین ملاکی نبی کے صحیفہ مین صاف لفظون مین لکھا ہے کہ جبتک الیاس نبی دوبارہ دنیا مین نہ آوے تب تک وہ سچا مسیح جسکا بنی اسرائیل کو وعدہ دیا گیا ہے دنیا مین نہین آوے گا تو پھر اس صورت مین یہود کا کیا قصور تھا جو انہون نے حضرت مسیح کو قبول نہین کیا۔ اور اسکو کافر اور مرتد اور ملحد قرار دیا کیا ان کی صحت نیت کیلئے یہ کافی نہین ہے کہ کتاب اللہ کی نص کے موافق انہون نے عملدرآمد کیا ہان اگر ملاکی نبی کے صحیفہ مین مثیل الیاس کے دوبارہ آنے کا ذکر ہوتا تو اس صورت مین یہود ملزم ہو سکتے تھے کیونکہ یہ امر زیادہ بحث کے لایق نہین تھا کہ یحیی نبی کو مثیل الیاس قرار دیا جاوے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہود خوب جانتے تھے کہ خدا تعالے کی یہ عادت نہین ہے کہ کوئی شخص دوبارہ دنیا مین آوے اور اس کی کوئی نظیر پہلے سے موجود نہین تھی لہذا یہ صرف ایک استعارہ تھا جس طرح اور صدہا استعارات خدا تعالیٰ کی کتابون مین استعمال پاتے ہین اور ایسے استعارات سے یہود بے خبر نہ تھے۔ پھر علاوہ اسکے حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھ تائیدات الہیہ بھی شامل تھین اور فراست صحیحہ کے لئے کافی ذخیرہ تھا کہ یہود ان کو شناخت کر لیتے اور ان پر ایمان لاتے مگر وہ دن بدن شرارت مین بڑھتے گئے اور وہ نور جو صادقون مین ہوتا ہے وہ ضرور انہون نے حضرت عیسیٰ مین مشاہدہ کر لیا تھا مگر تعصب اور بخل اور شرارت نے ان کو نہ چھوڑا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سوال تو صرف یہود کے بارہ مین ہوتا ہے جنکو پہلے پہل یہ ابتلا پیش آیا تھا۔ مگر مسلمان اگر

تقوےٰ کو اختیار کرتے تو قرآن شریف نے اس ابتلاء سے انکو بچا لیا تھا کیونکہ صاف لفظوں میں کہدیا تھا کہ عیسےٰ فوت ہو گیا اور نہ صرف یہی بلکہ سورۃ مائدہ میں صاف طور پر سمجھا دیا تھا کہ وہ دوبارہ نہیں آئیگا کیونکہ آیت **فلما توفیتنی** میں یہی ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے ماننا تو حضرت عیسےٰ جواب دینگے کہ یا الٰہی اگر میں نے ایسا کہا ہے تو تجھے معلوم ہو گا کیونکہ تیرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں میں نے تو صرف وہی کہا تھا جو تو نے فرمایا تھا پھر جبکہ تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر صرف تو ہی ان کا نگہبان تھا مجھے ان کے حال کا کیا علم تھا +

اب ظاہر ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور چالیس برس دنیا میں ٹھہریں گے اور صلیب کو توڑینگے اور عیسائیوں کے ساتھ لڑائیاں کرینگے تو وہ قیامت کو خدا تعالےٰ کے حضور میں کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو اسکے بعد مجھے کیا علم ہے کہ عیسائیوں نے کونسی راہ اختیار کی اگر وہ یہی جواب دینگے کہ مجھے خبر نہیں تو ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی جھوٹا نہیں ہوگا کیونکہ جس شخص کو یہ علم ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ آیا تھا اور عیسائیوں کو دیکھا تھا کہ اسکو خدا سمجھ رہے ہیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں اور ان سے لڑائیاں کیں اور پھر وہ خدا تعالےٰ کے روبرو انکار کرتا ہے۔ کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد انہوں نے کیا کیا۔ اس سے زیادہ کاذب کون ٹھہر سکتا ہے جواب صحیح تو یہ تھا کہ ہاں میرے خداوند مجھے عیسائیوں کی گمراہی کی خوب خبر ہے کیونکہ میں دوبارہ دنیا میں جا کر چالیس برس تک وہاں رہا اور صلیب کو توڑا بس میرا کچھ گناہ نہیں ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہیں تو میں اسی وقت ان کا دشمن ہو گیا بلکہ ایسی صورت میں کہ جبکہ قیامت سے پہلے حضرت عیسےٰ علیہ السلام چالیس برس تک دنیا میں رہ چکے ہونگے اور ان سب کو سزائیں دی ہوں گی جو ان کو خدا سمجھتے تھے خدا تعالےٰ کا ایسا سوال ان سے ایک لغو سوال ہوگا کیونکہ جب کہ خدا تعالےٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ اس شخص نے اپنے معبود ٹھہرائے جانے کی اطلاع پا کر ایسے لوگوں کو خوب سزا دی تو پھر ایسا سوال کرنا اس کی شان سے بعید ہے۔ غرض جس قدر مسلمانوں کو خدا تعالےٰ نے یہ کھولکر سنا دیا ہے کہ عیسےٰ فوت ہو گیا ہے اور پھر دنیا میں نہیں آئیگا ہاں اسکا مثیل آنا ضروری ہے اگر اس قسم کی تصریح ملاکی نبی کے صحیفہ میں ہوتی تو یہود ہلاک نہ ہوتے پس بلاشبہ وہ لوگ یہود سے بدتر ہیں کہ جو اس قدر تصریحات خدا تعالےٰ کے پاک کلام میں پا کر پھر حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آنے کے منتظر ہیں +

ماسوا اسکے ہمارے مخالف مولوی لوگوں کو دھوکہ دیکر سکھایا کرتے ہیں کہ قرآن شریف سے اگرچہ نہیں

مین کہان اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا عیسیٰ نام تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے پھر دنیا مین آجائے گا اگر حضرت عیسے یا ابن مریم کے نام پر دھوکہ کھانا ہے تو قرآن کریم کی سورۃ تحریم مین اس امت کے بعض افراد کا نام عیسلے اور ابن مریم رکھدیا گیا ہے ایماندار کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا نام بھی عیسلے یا ابن مریم رکھا گیا ہے کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے سورۂ موصوفہ مین بعض افراد امت کو مریم سے مشابہت دی اور پھر اس مین نفخ روح کا ذکر کیا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ روح جو مریم مین پھونکی گئی وہ عیسلے تھا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امت کا کوئی فرد اول اپنی خداداد تقوے کی وجہ سے مریم بنے گا اور پھر عیسلے ہو جائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ مین خدا تعالیٰ نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر نفخ روح کا ذکر کیا اور پھر آخر مین میرا نام عیسلے رکھدیا۔

اور حدیثون مین تو صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین حضرت عیسلے کو مردہ روحون مین ہی دیکھا آپ عرش تک پہنچگئے مگر کوئی عیسلے نام ایسا نظر نہ آیا جو معہ جسم عنصری علیحدہ تھا دیکھا تو وہی روح دیکھی جو یحیٰی وفات یافتہ کے پاس تھی ظاہر ہے کہ زندون کو مردون کے مکان مین گذر نہین ہوسکتا غرض خدا نے اپنے قول سے حضرت عیسلے کی وفات پر گواہی دی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے وہی گواہی دیدی اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے گا۔

ماسوا اس کے یہود سے زیادہ ان کو تجربہ ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عادت نہین ہے کہ دوبارہ دنیا مین لوگونکو بھیجا کرے ورنہ ہمین تو عیسلے کی نسبت حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ کے دوبارہ دنیا مین آنے کی زیادہ ضرورت تھی اور اسی مین ہماری خوشی تھی مگر خدا تعالےٰ نے **اِنَّكَ مَيِّتٌ** کہکر اس امید سے محروم کردیا۔ یہ بات سوچنے کے لایق ہے کہ اگر دوبارہ دنیا مین آنے کا دروازہ کھلا تھا تو خدا تعالےٰ نے کیون چند روز کے لئے الیاس نبی کو دوبارہ دنیا مین نہ بھیجا اور اس طرح پر لاکھون یہودیون کو داصل جہنم کیا۔ آخر حضرت مسیح نے آپ ہی یہ فیصلہ دیا کہ دوبارہ آنے سے کسی مثیل کا آنا مراد ہے یہ فیصلہ ابتک انجیلون مین لکھا ہوا موجود ہے پھر جو بات ایک مرتبہ طے پا چکی ہے اور جو راہ خطرناک ثابت ہو چکا ہے اسی راہ پر پھر قدم مارنا عقلمندون کا کام نہین ہے یہودیون نے اس بات پر ضد کرکے کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا مین آئے گا بجز کفر اور روسیاہی کے کیا فائدہ اٹھایا تا اس زمانہ کے مسلمان اس فائدہ کی توقع رکھین جس سوراخ سے ایک بڑا گروہ کاٹا گیا اور ہلاک ہو چکا ہے پھر کیون یہ لوگ اسی سوراخ مین ہاتھ ڈالتے ہین۔ کیا حدیث **لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین**

اپنی نمازون مین پڑھتے ہین یعنے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کیون اس کے معنون مین غور نہین کرتے اور کیون یہ نہین سوچتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی بعض صحابہ کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا مین آئین گے مگر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھ کر کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اس خیال کو رفع دفع کر دیا اور اس آیت کے یہ معنے سمجھائے کہ کوئی نبی نہین جو فوت نہین ہو چکا پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو جائین تو کوئی افسوس کی جگہ نہین یہ امر سب کے لئے مشترک ہے ❊

ظاہر ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلون مین یہ خیال ہوتا کہ عیسےٰ آسمان پر چھ سو برس سے زندہ بیٹھا ہے تو وہ ضرور حضرت ابوبکرؓ کے آگے یہ خیال پیش کرتے لیکن اس روز سب نے مان لیا کہ سب نبی مر چکے ہین اور اگر کسی کے دل مین یہ خیال بھی تھا کہ عیسےٰ زندہ ہے تو اُس نے اس خیال کو ایک ردی چیز کی طرح اپنے دل سے باہر پھینک دیا یہ مین نے اس لئے کہا کہ ممکن ہے کہ عیسائی مذہب کے قرب وجوار کے اثر کی وجہ سے کوئی ایسا شخص جو غبی ہو اور جس کی درایت صحیح نہ ہو یہ خیال رکھتا ہو کہ شاید عیسےٰ اب تک زندہ ہی ہے مگر اس مین کچھ شک نہین کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہؓ اس بات پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہین اور یہ پہلا اجماع تھا جو صحابہ مین ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین محو تھے کیونکر اس بات کو قبول کر سکتے تھے باوجودیکہ ان کے بزرگ نبی نے جو تمام نبیون کا سردار ہے۔ چونسٹھ برس کی بھی پوری عمر نہ پائی مگر عیسےٰ چھ سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھا ہے ہرگز ہرگز محبت نبوی فتوے نہین دیتی کہ وہ عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت بالتخصیص ایسی فضیلت قائم کرتے لعنت ہے ایسے اعتقاد پر جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آوے۔ وہ لوگ تو عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ تو اس بات کے سننے سے زندہ ہی مر جاتے کہ ان کا پیارا رسول فوت ہو گیا مگر عیسےٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے وہ رسول نہ ان کو بلکہ خدا تعالےٰ کو بھی تمام نبیون سے زیادہ پیارا تھا اسی وجہ سے جب عیسائیون نے اپنی بدقسمتی سے اس رسول مقبول کو قبول نہ کیا اور عیسیٰ کو اتنا اڑایا کہ خدا بنا دیا تو خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ ایک غلام غلمان محمدی سے یعنے یہ عاجز اس کا مثیل کر کے اس امت مین سے پیدا کیا اور اُس کی نسبت اپنے فضل اور انعام کا زیادہ اسکو حصہ دیا کہ تا عیسائیون کو معلوم ہو کہ تمام فضل خدا تعالےٰ کے اختیار مین ہے ❊

جائے۔ انسان کا آسمان پر جا کر مع جسم عنصری آباد ہونا ایسا ہی سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے کہ فرشتے مجسم ہو کر زمین پر آباد ہو جائین ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔

پھر یہ نادان قوم نہین سوچتی کہ جس حالت مین صلیب دینے کے وقت ابھی تبلیغ حضرت عیسے علیہ السلام کی ناتمام تھی اور ابھی دس قومین یہود کی دوسرے ملکون مین باقی تھین جو ان کے نام سے بھی بے خبر تھین تو پھر حضرت عیسے کو یہ کیا سوجھی کہ اپنا منصبی کام ناتمام چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر تعجب کہ اسلامی کتابون مین تو حضرت عیسے کو نبی سیاح لکھا ہے مگر وہ تو صرف ساڑھے تین برس اپنے ہی گاؤن مین رہ کر راہئے ملک سماوی ہوئے +

ظاہر ہے کہ جبکہ صرف بیہودہ قصون پر بھروسہ کر کے حضرت عیسے کو خدا مانا جاتا ہے پھر اگر وہ یہ کرشمہ بھی دکھلا دین کہ آسمان سے معہ فرشتون کے اُترین تو اس وقت کیا حال ہوگا۔ یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا۔ وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے تمام نبیون کی کتابین اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہین عیسائیون کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ مین مسیح موعود کا آنا ضروری تھا ان کتابون مین صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا سو چھٹے ہزار کا اخیر ہو گیا اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے ذوالسنین ستارہ نکلے گا سو مدت ہوئی کہ نکل چکا اور لکھا تھا کہ اس کے ایام مین سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ مین جو رمضان کا مہینہ ہوگا گرہن لگے گا سو مدت ہوئی کہ یہ پیش گوئی بھی پوری ہو چکی اور لکھا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہوگی اس کی خبر انجیل مین بھی موجود ہے سو دیکھتا ہون کہ طاعون نے ابتک پیچھا نہین چھوڑا اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابون مین لکھا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہین دنون مین اونٹ بیکار ہو جائینگے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم مین بھی موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہو گئی اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا سو صدی مین سے بھی اکیس[۲۱] برس گذر گئے اب ان تمام نشانون کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہین بلکہ تمام نبیون کو رد کرتا ہے اور خدا تعالے سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے بہتر تھا +

خوب یاد رکھو کہ تمام خرابی اور تباہی جو اسلام مین پیدا ہوئی یہانتک کہ ابھی ملک ہندوستان مین ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اس کا سبب یہی تھا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت بیجا اور مبالغہ آمیز امیدین رکھ کر اور ان کو ہر ایک صفت مین خصوصیت دے کر قریب قریب عیسائیون کے پہنچ گئے یہانتک کہ جو کچھ بعض انسانی صفات وہ حضرت سیدنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تجویز کرتے ہین

اگر کسی تاریخی کتاب مین اسی قسم کے صفات حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت لکھے ہون تو توبہ توبہ کر اُٹھتے ہین۔ مثلاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بیمار بھی ہو جاتے تھے اور آپ کو تپ بھی آجاتا تھا اور آپ دوا بھی کرتے تھے اور بسا اوقات سنگیان پچھ کے ساتھ لگواتے تھے لیکن اگر اسی کے مشابہ حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہو کہ وہ تپ مین یا کسی اور بیماری مین گرفتار ہو گئے اور ان کو اٹھا کر کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو فی الفور چونک اُٹھین گے کہ یہ مسیح کی شان سے بعید ہے حالانکہ وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفون سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اسکے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھین کمزور سا آدمی تھا جسکو صلیب پر محض دو میخون کے ٹھوکنے سے غش آگیا۔ ہائے افسوس اگر مسلمان حضرت عیسےٰ کی نسبت قرآن شریف کے قول پر چلتے اور ان کو وفات یافتہ یقین رکھتے اور جیسا کہ قرآن کا منشا ہے ان کا دوبارہ آنا ممتنع سمجھتے تو اسلام مین یہ تباہی نہ آتی جو آگئی اور عیسائیت کا جلد تر خاتمہ ہو جاتا۔ شکر للہ کہ اسوقت خدا نے آسمان سے اسلام کا ہاتھ پکڑ لیا۔

یہ وہ باتین تھین جو مین نے صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب سے کین اور وہ امر جو آخر مین ان کو سمجھایا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مین مذہبی پہلو کے رو سے سولہ خصوصیتین تھین (۱) اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے ایک موعود نبی تھا جیسا کہ اس پر اسرائیلی نبیون کے صحیفے گواہ ہین (۲) دوسری یہ کہ مسیح ایسے وقت مین آیا تھا جبکہ یہودی اپنی سلطنت کھو چکے تھے یعنی اس ملک مین یہودیون کی کوئی سلطنت نہین رہی تھی گو ممکن تھا کہ کسی اور ملک مین جہان بعض فرقے یہود کے چلے گئے تھے کوئی حکومت ان کی قائم ہو گئی ہو جیسا کہ سمجھا جاتا ہے کہ افغان اور ایسا ہی کشمیری بھی یہود مین سے ہین جن کا اسلام قبول کرنے کے بعد سلاطین مین داخل ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس سے انکار نہین ہو سکتا۔ بہر حال حضرت مسیح کے ظہور کے وقت اس حصہ ملک سے یہود کی سلطنت ص سے بہت مشابہت ہے (۳) تیسری یہ کہ وہ ایسے وقت مین آیا تھا کہ جبکہ یہودی بہت سے فرقون پر منقسم ہو چکے تھے اور ہر یک فرقہ دوسرے فرقہ کا مخالف تھا اور ان سب مین باہم سخت عناد اور خصومتین پیدا ہو گئی تھین۔ اور توریت کے اکثر احکام بباعث ان کے کثرت اختلافات کے مشتبہ ہو گئے تھے صرف وحدانیت الٰہی مین وہ باہم اتفاق رکھتے تھے باقی اکثر مسائل جزئیہ مین وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور کوئی واعظ ان مین باہم صلح نہین کرا سکتا تھا اور نہ ان کا فیصلہ کر سکتا تھا اس صورت مین وہ ایک آسمانی حکم یعنی فیصلہ کنندہ کے محتاج تھے جو خدا سے جدید وحی پا کر اہل حق کی حمایت کرے اور قضاؤ قدر سے

ص جیسا کہ یہودی اور وہ رومی سلطنت کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اور رومی سلطنت گویا انگریزی سلطنت

ایسی ضلالت کی ملونی ان کے کل فرقون مین ہوگئی تھی جو خالص طور پر ان مین ایک بھی اہل حق نہین کہلا سکتا تھا۔ ہر ایک فرقہ مین کچھ نہ کچھ جھوٹ اور افراط و تفریط کی آمیزش تھی پس یہی وجہ پیدا ہوگئی تھی کہ یہود کے تمام فرقون نے حضرت مسیح کو دشمن پکڑ لیا تھا اور ان کی جان لینے کی فکر مین ہو گئے تھے کیونکہ ہر ایک فرقہ چاہتا تھا کہ حضرت مسیح پورے طور پر ان کا مصدق ہو اور ان کو راستباز اور نیک چلن خیال کرے اور ان کے مخالف کو جھوٹا کہے اور ایسا مداہنہ خدا تعالے کے نبی سے غیر ممکن تھا (۴) چہارم یہ کہ مسیح ابن مریم کے لئے جہاد کا حکم نہ تھا اور حضرت موسے ع کا مذہب یونانیون اور رومیون کی نظر مین اس وجہ سے بہت بدنام ہو چکا تھا کہ وہ دین کی ترقی کے لئے تلوار سے کام لیتا رہا ہے گو کسی بہانہ سے چنانچہ اب تک ان کی کتابون مین موسے ع کے مذہب پر برابر یہ اعتراض ہین کہ کئی لاکھ شیر خوار بچے اسکے حکم اور نیز اسکے خلیفہ یشوع کے حکم سے جو اسکا جانشین تھا قتل کئے گئے اور پھر داؤد اور دوسرے نبیون کی لڑائیان بھی اس اعتراض کو چمکاتی تھین پس انسانی فطرتین اس سخت حکم کو برداشت نہ کر سکین اور جب یہ خیالات غیر مذہب والون کے انتہا تک پہنچ گئے تو خدا تعالے نے چاہا کہ ایک ایسا نبی بھیج کر جو صرف صلح اور امن سے مذہب کو پھیلائے توریت پر سے وہ نکتہ چینی اٹھا دے جو غیر قومون نے کی تھی سو وہ صلح کا نبی عیسے ابن مریم تھا (۵) پانچوین یہ کہ حضرت عیسے کے وقت مین یہودیون کے علماء کا عموماً چال چلن بہت بگڑ چکا تھا اور ان کا قول اور فعل باہم مطابق نہ تھا۔ ان کی نمازین اور ان کے روزے محض ریاکاری سے پُر تھے اور وہ جاہ طلب علماء رومی سلطنت کے نیچے ایسے دنیا کے کیڑے ہو چکے تھے کہ تمام ہمتین ان کی اسی مین مصروف ہو گئی تھین کہ مکر سے یا خیانت سے یا دغا سے یا جھوٹی گواہی سے یا جھوٹے فتوون سے دنیا کماوین ان مین بجز زاہدانہ لباس اور بڑے بڑے جُبّون کے ایک ذرہ روحانیت باقی نہین رہی تھی وہ رومی سلطنت کے حکام سے بھی عزت پانے کے بہت خواہان تھے اور طرح طرح کے جوڑ توڑ اور جھوٹی خوشامد سے سلطنت سے عزت اور کسی قدر حکومت حاصل کر لی تھی اور چونکہ ان کی دنیا ہی دنیا رہ گئی تھی اس لئے وہ اس عزت سے جو توریت پر عمل کرنے سے آسمان پر مل سکتی تھی بالکل لاپرواہ ہو کر دنیا پرستی کے کیڑے بن گئے تھے اور تمام فخر دنیا کی وجاہت مین ہی سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے گورنر پر جو رومی سلطنت کی طرف سے تھا کسی قدر ان کا دباؤ بھی تھا کیونکہ ان کے بڑے بڑے دنیا پرست مولوی دور دراز سفر کر کے قیصر کی ملاقات بھی کرتے تھے اور سلطنت سے تعلقات بنا رکھے تھے اور کئی لوگ ان مین سے سلطنت کے وظیفہ خوار بھی تھے اسی بنا پر وہ لوگ اپنے تئین سلطنت کے بڑے خیرخواہ جتلاتے تھے اس لئے وہ اگرچہ ایک نظر

سے زیر نگرانی بھی تھے مگر خوشامدانہ طریقون سے انہون نے قیصر اور اس کے بڑے حکام کو اپنی نسبت بہت نیک ظن بنا رکھا تھا انہین چال بازیون کی وجہ سے علما ان مین سے سلطنت کے حکام کی نظر مین معزز سمجھے جاتے تھے اور کرسی نشین تھے لہذا وہ غریب گلیل کا رہنے والا جس کا نام یسوع بن مریم تھا ان شریر لوگون کے لئے بہت کوفتنہ خاطر کیا گیا اسکے مُنہ پر نہ صرف تھوکا گیا بلکہ گورنر کے حکم سے اسکو تازیانے بھی مارے گئے وہ چورون اور بدمعاشون کے ساتھ حوالات مین دیا گیا حالانکہ اس کا ایک ذرہ قصور نہ تھا صرف گورنمنٹ کی طرف سے یہودیون کی ایک دل جوئی تھی کیونکہ سلطنت کی حکمت عملی کا یہ اصول ہے کہ گروہ کثیر کی رعایت رکھی جائے سو اس غریب کو کون پوچھتا تھا۔ یہ عدالت تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر وہ یہودیون کے مولویون کے سپرد ہوا اور انہون نے اس کو صلیب پر چڑھا دیا ایسی عدالت پر خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ لعنت کرتا ہے مگر افسوس ان حکومتون پر جن کی آسمان کے خدا پر نظر نہین یون تحقیق ہوا ہے کہ اس ملک کا گورنر جو تھا مع اپنی بیوی کے حضرت عیسے کا مرید تھا اور چاہتا تھا کہ اسے چھوڑ دے مگر جب زبردست یہودیون کے علما نے جو قیصر کی طرف سے بباعث اپنی دنیا داری کے کچھ عزت رکھتے تھے اسکو یہ کہہ کر دھمکایا کہ اگر تو اس شخص کو سزا نہین دے گا تو ہم قیصر کے حضور مین تیرے پر فریاد کرینگے تب وہ ڈر گیا کیونکہ بزدل تھا اپنی ارادت پر قائم نہ رہ سکا۔ یہ خوف اس لئے اسکے دامن گیر ہوا کہ بعض معزز علماء یہود نے قیصر تک اپنی رسائی بنا رکھی تھی اور پوشیدہ طور پر حضرت عیسےٰ کی نسبت یہ مخبری کرتے تھے کہ یہ مفسد اور در پردہ گورنمنٹ کا دشمن ہے اور اپنی ایک جمعیت بنا کر قیصر پر حملہ کرنا چاہتا ہے بظاہر یہ مشکلات بھی پیش تھین کہ اس سادہ اور غریب انسان کو قیصر اور اس کے حکام سے کچھ تعلق نہ تھا اور ریاکارون اور دنیا طلبون کی طرح ان سے کچھ تعارف نہ تھا اور خدا پر بھروسہ رکھتا تھا اور اکثر علمائے یہود اپنی دنیا پرستی اور چال بازی اور خوشامدانہ وضع سے سلطنت مین دھنس گئے تھے وہ سلطنت کے درحقیقت دوست نہ تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت اس دھوکے مین ضرور آگئی تھی کہ وہ دوست ہین اس لئے ان کی خاطر سے ایک بے گناہ خدا کا نبی ہر ایک طرح سے ذلیل کیا گیا مگر وہ جو آسمان سے دیکھتا اور دلون کا مالک ہے وہ تمام شرارت پیشہ اس کی نظر سے محجوب نہ تھے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دئے جانے کے بعد خدا نے مرنے سے بچا لیا اور ان کی وہ دعا منظور کر لی جو انہون نے درد دل سے باغ مین کی تھی جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہو گیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہین اور مجھے نہین چھوڑتے تب وہ ایک باغ مین رات کے وقت جا کر زار زار رویا اور دعا کی کہ یا الٰہی اگر تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے تو تجھ سے بعید نہین

تو جو چاہتا ہے کرتا ہے اس جگہ عربی انجیل میں یہ عبارت لکھی ہے **فبکی بدموع جاریۃ وعبرات متحدرۃ فسُمع لتقواہ** یعنے یسوع مسیح اس قدر رویا کہ دعا کرتے کرتے اسکے منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اس کے رخساروں پر بہنے لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا تب اس کے تقوے کی وجہ سے اس کی دعا سُنی گئی اور خدا کے فضل نے کچھ اسباب پیدا کر دئے کہ وہ صلیب سے زندہ اتارا گیا اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل بنا کر اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا باہر نکل آیا اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **واوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار و معین** یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسے ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰ کا ہم نشین ہوا کیونکہ اس کے واقعہ و یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گذر چکے ہیں اور آیندہ بھی ہوں گے خدا کسی کے برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے۔ کہ حضرت عیسے علیہ السلام قیصر روم کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے (۷) ساتویں خصوصیت یہ ہی کہ رومی سلطنت کو مذہب عیسوی سے مخالفت تھی مگر اخیری نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب عیسائی قیصری قوم میں گھس گیا یہاں تک کہ کچھ مدت کے بعد خود قیصر روم عیسائی ہو گیا (۸) آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کے وقت میں جس کو اہل اسلام عیسے کہتے ہیں ایک نیا ستارہ نکلا تھا (۹) نویں خصوصیت یہ ہے کہ جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا (۱۰) دسویں خصوصیت یہ ہے کہ اسکو دکھ دینے کے بعد یہودیوں میں سخت طاعون پھیلی تھی (۱۱) گیارھویں خصوصیت یہ ہے کہ اس پر مذہبی تعصب سے مقدمہ بنایا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ سلطنت روم کا مخالف اور بغاوت پر آمادہ ہے (۱۲) بارھویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا تو اسکے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا (۱۳) تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ پیلاطوس کے سامنے سزائے موت کے لئے پیش کیا گیا تو پیلاطوس نے کہا کہ میں اس کا کوئی گناہ نہیں پاتا (۱۴) چودھویں خصوصیت یہ کہ اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسے کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا (۱۵) پندرھویں خصوصیت یہ کہ یسوع ابن مریم کے وقت میں جو قیصر تھا اسکے عہد میں بہت سی نئی باتیں رعایا کے آرام اور ان کے سفر وحضر کی سہولت

کے لئے سنگل آئی تھیں۔ سڑکیں بنائی گئی تھیں اور سرائیں تیار کی گئی تھیں اور عدالت کے نئے طریقے وضع کئے گئے تھے جو انگریزی عدالت سے مشابہ تھے (۱۶) سولھویں خصوصیت مسیح میں یہ تھی کہ بن باپ پیدا ہونے میں آدم سے مشابہ تھے۔ یہ سولہ خصوصیتیں ہیں جو موسوی سلسلہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام میں رکھی گئی تھیں۔ پھر جبکہ خدا تعالےٰ نے موسوی سلسلہ کو ہلاک کر کے محمدی سلسلہ قائم کیا جیسا کہ نبیوں کے صحیفوں میں وعدہ دیا گیا تھا تو اس حکیم وعلیم نے چاہا کہ اس سلسلہ کے اول اور آخر دونوں میں مشابہت تامہ پیدا کرے تو پہلے اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر مثیل موسےٰ قرار دیا جیسا کہ آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ سے ظاہر ہے حضرت موسےٰ نے کافروں کے مقابل پر تلوار اٹھائی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت جبکہ مکہ سے نکالے گئے اور تعاقب کیا گیا مسلمانوں کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی ایسا ہی حضرت موسےٰ کی نظر کے سامنے سخت دشمن ان کا جو فرعون تھا غرق کیا گیا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت دشمن آپ کا جو ابوجہل تھا ہلاک کیا گیا ایسا ہی اور بہت سی مشابہتیں ہیں جن کا ذکر کرنا موجب طول ہے یہ تو سلسلہ کے اول میں مشابہتیں ہیں مگر ضروری تھا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخری خلیفہ میں بھی سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ سے مشابہت ہوتا خدا تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ سلسلہ محمدیہ باعتبار اتمام سلسلہ اور خلفاء سلسلہ کے سلسلہ موسویہ سے مشابہ ہے ٹھیک ہو اور ہمیشہ مشابہت اول اور آخر میں دیکھی جاتی ہے اور درمیانی زمانہ جو ایک طویل مدت ہوتی ہے گنجائش نہیں رکھتا کہ پوری پوری نظر سے اس کو جانچا جائے۔ مگر اول اور آخر کی مشابہت سے یہ قیاس پیدا ہو جاتا ہے کہ درمیان میں بھی ضرور مشابہت ہوگی گو نظر عقلی اس کی پوری پڑتال سے قاصر ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام میں مذہبی پہلو کے رو سے سولہ خصوصیتیں تھیں جن کا اسلام کے آخری خلیفہ میں پایا جانا ضروری ہے تا اس میں اور حضرت عیسےٰ میں مشابہت تامہ ثابت ہو۔ پس اول موعود ہونے کی خصوصیت ہے اسلام میں اگرچہ ہزار ہا ولی اور اہل اللہ گذرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا صرف مسیح موعود تھا۔ **دوم** خصوصیت سلطنت کے برباد ہو چکنے کی ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسےٰ بن مریم سے کچھ دن پہلے اس ملک سے اسرائیلی سلطنت جاتی رہی تھی ایسا ہی اس آخری مسیح کی پیدائش سے پہلے اسلامی سلطنت بباعث طرح طرح کی بدچلنیوں کے ملک ہندوستان سے اٹھ گئی تھی اور انگریزی سلطنت اس کی جگہ قائم ہو گئی تھی

سوم خصوصیت جو پہلے مسیح میں پائی گئی وہ یہ ہے کہ اس کے وقت میں یہود لوگ بہت سے فرقوں پر منقسم ہو گئے تھے اور بالطبع ایک حَکَم کے محتاج تھے تا ان میں فیصلہ کرے ایسا ہی آخری مسیح کے وقت میں مسلمانوں میں کثرت سے فرقے پھیل گئے تھے **چہارم** خصوصیت جو پہلے مسیح میں تھی وہ یہ ہے کہ وہ جہاد کے لئے مامور نہ تھا ایسا ہی آخری مسیح جہاد کے لئے مامور نہیں ہے اور کیونکر مامور ہو زمانہ کی رفتار نے قوم کو متنبہ کر دیا ہے کہ تلوار سے کوئی دل تسلی نہیں پا سکتا اور اب مذہبی امور کے لئے کوئی مہذب تلوار نہیں اٹھاتا اور اب زمانہ جس صورت پر واقع ہے خود شہادت دے رہا ہے کہ مسلمانوں کے وہ فرقے جو مہدی خونی یا مسیح خونی کے منتظر ہیں وہ سب غلطی پر ہیں اور ان کے خیالات خدا تعالیٰ کی منشاء کے برخلاف ہیں اور عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ مسلمان دین کے لئے جنگ کریں تو موجودہ وضع کی لڑائیوں کے لئے سب سے فائق مسلمان ہوتے وہی توپوں کی ایجاد کرتے وہی نئی نئی بندوقوں کے موجد ٹھہرتے اور انہیں کو فنون حرب میں ہر یک پہلو سے کمال بخشا جاتا یہاں تک کہ آئندہ زمانہ کے جنگوں کے لئے انہیں کو غبارہ بنانے کی سوجھتی اور وہی آب دوز کشتیاں جو پانی کے اندر چوٹیں کرتی ہیں بناتے اور دنیا کو حیران کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دن بدن عیسائی ان باتوں میں ترقی کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ لڑائیوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلے ہاں عیسائی مذہب دلائل کے رو سے دن بدن سست ہوتا جاتا ہے اور بڑے بڑے محقق تثلیث کے عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جرمن کے بادشاہ نے بھی اس عقیدہ کے ترک کی طرف اشارہ کر دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض دلائل کے ہتھیار سے عیسائی تثلیث کے عقیدہ کو زمین پر سے نابود کرنا چاہتا ہے یہ قاعدہ ہے کہ جو پہلو ہونہار ہوتا ہے پہلے سے اسکے علامات شروع ہو جاتے ہیں سو مسلمانوں کے لئے آسمان سے حربی فتوحات کی کچھ علامات ظاہر نہیں ہوئیں البتہ مذہبی دلائل کی علامات ظاہر ہوئی ہیں اور عیسائی مذہب خود بخود پگھلتا جاتا ہے اور قریب ہے کہ جلد تر صفحہ دنیا سے نابود ہو جائے **پنجم** خصوصیت جو پہلے مسیح میں تھی وہ یہ ہے کہ اسکے زمانہ میں یہودیوں کا چال چلن بگڑ گیا تھا بالخصوص اکثر ان کے جو علماء کہلاتے تھے وہ سخت مکار اور دنیا پرست اور دنیا کے لالچوں اور دنیوی عزتوں کی خواہشوں میں غرق ہو گئے تھے ایسا ہی آخری مسیح کے وقت میں عام لوگوں اور اکثر علماء اسلام کی حالت ہو رہی ہے مفصل لکھنے کی کچھ حاجت نہیں **ششم** خصوصیت یعنے یہ کہ حضرت مسیح قیصر روم کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے سو اس خصوصیت میں آخری مسیح کا بھی اشتراک ہے کیونکہ میں بھی قیصر کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوا ہوں یہ قیصر اس قیصر سے بہتر ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھا کیونکہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب قیصر روم کو خبر ہوئی کہ اسکے گورنر پیلاطوس نے حیلہ جوئی سے مسیح کو اس سزا سے بچا لیا ہے کہ وہ صلیب پر مارا جائے اور روپوش کر کے کسی طرف فراری کر دیا ہے تو وہ بہت ناراض ہوا اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ مخبری یہودیوں کے مولویوں نے ہی کی تھی کہ پیلاطوس نے ایک قیصر کے باغی کو مفرور کرا دیا ہے تو اس مخبری

ایضا

کے بعد فی الفور پیلاطوس قیصر کے حکم سے جیلخانہ مین ڈالا گیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ جیلخانہ مین ہی اس کا سر کاٹا گیا اور اس طرح پر پیلاطوس مسیح کی محبت مین شہید ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اہل حکم اور سلطنت اکثر دین سے محروم ہوتے ہین۔ اُس نادان قیصر نے یہودیون کے علماء کو بہت معتبر سمجھا اور ان کی عزت افزائی کی اور ان کی باتون پر عمل کیا اور حضرت مسیح کے قتل کئے جانے کو مصلحت ملکی قرار دیا مگر جہانتک میرا خیال ہے اب زمانہ بہت بدل گیا ہے اس لئے ہمارا قیصر بمراتب اس قیصر سے بہتر ہے جو ایسا جاہل اور ظالم تھا ہفتم خصوصیت یہ کہ مذہب عیسائی آخر قیصری قوم مین گھس گیا سو اس خصوصیت مین بھی آخری مسیح کا اشتراک ہے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ یورپ اور امریکہ مین میرے دعوے اور دلائل کو بڑی دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے اور ان لوگون نے خود بخود صدہا اخبار مین میرے دعوے اور دلائل کو شائع کیا ہے اور میری تائید اور تصدیق مین ایسے الفاظ لکھے ہین کہ ایک عیسائی کے قلم سے ایسے الفاظ کا نکلنا مشکل ہے یہانتک کہ بعض نے صاف لفظون مین لکھ دیا ہے کہ یہ شخص سچا معلوم ہوتا ہے اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح کو خدا بنانا ایک بھاری غلطی ہے اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت مسیح موعود کا دعوے عین وقت پر ہے اور وقت خود ایک دلیل ہے غرض ان کے ان تمام بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ میرے دعوے کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہین اور ان ملکون مین سے دن بدن عیسائی مذہب خود بخود برف کی طرح پگلتا جاتا ہے ہشتم خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ اسکے وقت مین ایک ستارہ نکلا تھا اس خصوصیت مین بھی مین آخری مسیح بننے مین شریک کیا گیا ہون کیونکہ وہی ستارہ جو مسیح کے وقت مین نکلا تھا دوبارہ میرے وقت مین نکلا ہے اس بات کی انگریزی اخبارون نے بھی تصدیق کی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مسیح کے ظہور کا وقت نزدیک ہے نہم خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا سو اس واقعہ مین بھی خدا نے مجھے شریک کیا ہے۔ کیونکہ جب میری تکذیب کی گئی تو اس کے بعد نہ صرف سورج بلکہ چاند کو بھی ایک ہی مہینہ مین جو رمضان کا مہینہ تھا گرہن لگا تھا اور نہ ایک دفعہ بلکہ حدیث کے مطابق دو دفعہ یہ واقعہ ہوا ان دونون گرہون کی انجیلون مین بھی خبر دی گئی ہے اور قرآن شریف مین بھی یہ خبر ہے اور حدیثون مین بھی جیسا کہ دارقطنی مین دہم خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کو دکھ دینے کے بعد یہودیون مین سخت طاعون پھیلی تھی سو میرے وقت مین بھی سخت طاعون پھیل گئی یازدہم خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ یہودیون کے علماء نے کوشش کی کہ وہ باغی قرار پاوے اور اس پر مقدمہ بنایا گیا اور زور لگایا گیا کہ اسکو سزائے موت دیجائے سو اس قسم کے مقدمہ مین بھی قضا و قدر الٰہی نے مجھے شریک کر دیا کہ ایک خون کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا اور اسی کے ضمن مین مجھے باغی بنانے کی کوشش کی گئی یہ وہی مقدمہ ہے جس مین فریق ثانی کی طرف سے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی گواہ بن کر آئے تھے۔ دوازدہم خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ جب وہ

صلیب پر چڑھایا گیا تو اس کے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا تھا سو اس واقعہ میں بھی مین شریک کیا گیا ہون کیونکہ جس دن مجھ کو خون کے مقدمہ سے خدا تعالے نے رہائی بخشی اور اس پیش گوئی کے موافق جو مین خدا تعالے سے وحی یقینی پاکر صدہا لوگون میں شائع کر چکا تھا مجھ کو بری فرمایا اس دن میرے ساتھ ایک عیسائی چور بھی عدالت مین پیش کیا گیا تھا یہ چور عیسائیون کی مقدس جماعت مکتی فوج مین سے تھا جس نے کچھ روپیہ چرا لیا تھا اس چور کو صرف تین مہینہ کی سزا ملی پہلے مسیح کے رفیق چور کی طرح سزائے موت اسکو نہین ہوئی **سیزدہم** خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ جب وہ پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش کیا گیا اور سزائے موت کی درخواست کی گئی تو پیلاطوس نے کہا کہ مین اس کا کوئی گناہ نہین پاتا جس سے یہ سزا دون ایسا ہی کپتان ڈگلس صاحب ضلع مجسٹریٹ نے میرے ایک سوال کے جواب مین مجھ کو کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہین لگاتا +

میرے خیال مین ہے کہ کپتان ڈگلس اپنی استقامت اور عادلانہ شجاعت مین پیلاطوس سے بہت بڑھ کر تھا کیونکہ پیلاطوس نے آخر کار بزدلی دکھائی اور یہودیون کے شریر مولویون سے ڈر گیا مگر ڈگلس ہرگز نہ ڈرا اس کو مولوی محمد حسین نے کرسی مانگ کر کہا کہ میرے پاس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کی چٹھیاں ہین مگر کپتان ڈگلس نے اس کی کچھ پروانہ کی اور مین باوجودیکہ ملزم تھا مجھے کرسی دی اور اسکو کرسی کی درخواست پر جھڑک دیا اور کرسی نہ دی اگرچہ آسمان پر کرسی پانیوالے زمین کی کرسی کے محتاج نہین ہین مگر یہ نیک اخلاق اس ہمارے وقت کے پیلاطوس کے ہمیشہ ہمین اور ہماری جماعت کو یاد رہین گے اور دنیا کے اخیر تک اس کا نام عزت سے لیا جائیگا **چہاردہم** خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل مین سے نہ تھا مگر پھر بھی وہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسے کے بعد چودھوین صدی مین پیدا ہوا ایسا ہی مین بھی خاندان قریش مین سے نہین ہون اور چودھوین صدی مین مبعوث ہوا ہون اور سب سے آخر ہون **پانزدہم** خصوصیت حضرت مسیح مین یہ تھی کہ ان کے عہد مین دنیا کی وضع جدید ہو گئی تھی سڑکین ایجاد ہو گئی تھین ڈاک کا عمدہ انتظام ہو گیا تھا فوجی انتظام مین بہت صلاحیت پیدا ہو گئی تھی اور مسافرون کے آرام کے لئے بہت کچھ باتین ایجاد ہو گئی تھین اور پہلے کی نسبت قانون معدلت نہایت صاف ہو گیا تھا ایسا ہی میرے وقت مین دنیا کے آرام کے اسباب بہت ترقی کر گئے ہین یہان تک کہ ریل کی سواری پیدا ہو گئی جس کی خبر قرآن شریف مین پائی جاتی ہے باقی امور کو پڑھنے والا خود سمجھ لے۔ **شانزدہم** خصوصیت حضرت مسیح مین یہ تھی کہ بن باپ ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے وہ مشابہ تھے ایسا ہی مین بھی توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہون اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہین کہ خاتم الخلفاء صینی الاصل ہوگا یعنی مغلون مین سے اور وہ جوڑہ

یعنے توام پیدا ہوگا پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت مین اسی طرح میری پیدائش ہوئی۔ کہ
جمعہ کی صبح کو بطور توام مین پیدا ہوا اول لڑکی اور بعدہٗ مین پیدا ہوا نہ معلوم کہ پیشگوئی کہان سے ابن عربی صاحب
نے لی تھی جو پوری ہوگئی ان کی کتابون مین ابتک یہ پیشگوئی موجود ہے ٭

یہ سولہ مشابہتین ہین جو مجھ مین اور مسیح مین ہین اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو مجھ مین اور مسیح
ابن مریم مین اس قدر مشابہت ہرگز نہ ہوتی یون تو تکذیب کرنا قدیم سے ان لوگون کا کام ہے جن کے حصہ مین سعادت
نہین مگر اس زمانہ کے مولویون کی تکذیب عجیب ہے مین وہ شخص ہون جو عین وقت پر ظاہر ہوا جس کے لئے آسمان پر
رمضان کے مہینہ مین چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیون کی خبرون کے مطابق گرہن
لگا اور مین وہ شخص ہون جس کے زمانہ مین تمام نبیون کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک مین خارق
عادت طور پر طاعون پھیل گئی۔ اور مین وہ شخص ہون جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ مین حج روکا گیا اور مین
وہ شخص ہون جسکے عہد مین وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت مین نکلا تھا۔ اور مین وہ شخص ہون جسکے زمانہ
مین اس ملک مین ریل جاری ہوکر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ
مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوکر وہ تمام اونٹ بیکار ہوجائینگے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک
کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اونٹون کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم مین موجود ہے صادق آئے گی یعنے
یہ کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰے علیہا یعنے مسیح کے وقت مین اونٹ بیکار کئے جائینگے اور کوئی ان پر
سفر نہین کرے گا ایسا ہی مین وہ شخص ہون جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے کیا زمین پر کوئی ایسا انسان
زندہ ہے کہ جو نشان نمائی مین میرا مقابلہ کرکے مجھ پر غالب آسکے مجھے اس خدا کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے۔ کہ
اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوچکے ہین اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگون
نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک مین جو بعض نامی اہل کشف تھے
جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا انکو خواب مین دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے اور بعض ان مین سے ایسے
تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گذر چکے تھے جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام ضلع لدہانہ مین تھا جس نے
میان کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسے قادیان مین پیدا ہوگیا اور وہ لدہانہ مین آئیگا میان کریم بخش
ایک صالح موحد اور بڈہا آدمی تھا اس نے مجھ سے لدہانہ مین ملاقات کی اور یہ تمام پیشگوئی مجھے سنائی اس لئے
مولویون نے اسکو بہت تکلیف دی مگر اس نے کچھ پروا نہ کی اس نے مجھے کہا کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسے
بن مریم زندہ نہین وہ مرگیا ہے وہ دنیا مین واپس نہین آئیگا اس امت کے لئے مرزا غلام احمد عیسے ہے جسکو خدا کی قدرت

اور مصلحت نے پہلے عیسےٰ سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اسکا نام عیسےٰ رکھا ہے اور فرمایا کہ اے کریم بخش جب وہ عیسےٰ ظاہر ہوگا تو تو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اس کی مخالفت کرینگے وہ سخت مخالفت کرینگے لیکن نامراد رہین گے۔ وہ اس لئے دنیا مین ظاہر ہوگا تا وہ جھوٹے حاشئے جو قرآن پر چڑہائے گئے ہین ان کو دور کرے اور قرآن کا اصل چہرہ دنیا کو دکھاوے۔ اس پیش گوئی مین اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تو اس قدر عمر پائے گا کہ اس عیسےٰ کو دیکھ لے گا*

اب باوجود ان تمام شہادتون اور معجزات اور زبردست نشانون کے مولوی لوگ میری تکذیب کرتے ہین اور ضرور تھا کہ ایسا ہی کرتے تا پیش گوئی آیت غیر المغضوب علیہم کی پوری ہو جاتی۔ یاد رہے کہ اصل جڑھ اس مخالفت کی ایک حماقت ہے اور وہ یہ کہ مولوی لوگ یہ چاہتے ہین کہ جو کچھ ان کے پاس رطب و یابس کا ذخیرہ ہے وہ سب علامتین مسیح موعود مین ثابت ہونی چاہئین اور ایسے مدعی مسیحیت یا مہدویت کو ہرگز نہین ماننا چاہئے کہ ان کی تمام حدیثون مین سے گو ایک حدیث اس پر صادق نہ آوے حالانکہ قدیم سے یہ امر غیر ممکن چلا آیا ہے۔ یہود نے جو جو علامتین حضرت عیسےٰ کے لئے اپنی کتابون مین تراش رکھی تھین وہ پوری نہ ہوئین۔ پھر انہین بدبخت لوگون نے ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو جو علامتین تراشی تھین اور مشہور کر رکھی تھین وہ بھی بہت ہی کم پوری ہوئین ان کا خیال تھا کہ یہ آخری نبی بنی اسرائیل سے ہوگا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل مین پیدا ہوئے اگر خدا تعالےٰ چاہتا تو توریت مین لکھ دیتا کہ اس نبی کا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام عبد المطلب اور مکہ مین پیدا ہوگا اور مدینہ اس کی ہجرت گاہ ہوگی مگر خدا تعالےٰ نے یہ نہ لکھا کیونکہ ایسی پیش گوئیون مین کچھ امتحان بھی منظور ہوتا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعود کے لئے پہلے سے خبر دی گئی ہے کہ وہ اسلام کے مختلف فرقون کے لئے بطور حکم کے آئیگا اب ظاہر ہے کہ ہر ایک فرقہ کی جدا جدا حدیثین ہین پس یہ کیونکر ممکن ہو کہ سب کے خیالات کی وہ تصدیق کرے اگر اہل حدیث کی تصدیق کرے تو حنفی ناراض ہونگے اگر حنفیون کی تصدیق کرے تو شافعی بگڑ جائینگے اور شیعہ جدا یہ اصول ٹھہرائینگے کہ ان کے عقیدہ کے موافق وہ ظاہر ہو اس صورت مین وہ کیونکر سب کو خوش کر سکتا ہے علاوہ اسکے خود حکم کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ ایسے وقت مین آئے گا کہ جب تمام فرقے کچھ نہ کچھ حق سے دور جا پڑینگے اس صورت مین اپنی اپنی حدیثون کے ساتھ اس کو آزمانا سخت غلطی ہے بلکہ قاعدہ یہ چاہئے کہ جو نشان اور قرار دادہ علامتین اس کے وقت مین ظاہر ہو جائین ان سے فایدہ اٹھائین اور باقی کو موضوع اور انسانی افترا سمجھین یہی قاعدہ ان نیک بخت یہودیون نے برتا جو مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ جو جو باتین مقرر کردہ احادیث یہود

وقوع مین آگیئن اور آنحضرت پر صادق آگیئن ان حدیثون کو انہون نے صحیح سمجھا اور جو پوری نہ ہوئین ان کو موضوع قرار دیا اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پھر نہ حضرت عیسے کی نبوت یہودیون کے نزدیک ثابت ہو سکتی نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو لوگ مسلمان ہوئے تھے انہین یہود کی صدہا جھوٹی حدیثون کو چھوڑنا پڑا جب انہون نے دیکھا کہ ایک طرف بعض علامات قرار دادہ پوری ہو گیئین اور ایک تائیدات الٰہیہ کا خدا کے رسول مین ایک دریا جاری ہے۔ تو انہون نے ان حدیثون سے فائدہ اٹھایا جو پوری ہو گیئین اگر ایسا نہ کرتے تو ایک شخص بھی ان مین سے مسلمان نہ ہو سکتا

یہ تمام وہ باتین ہین کہ کئی دفعہ اور کئی پیرایون مین مین نے مولوی عبد اللطیف صاحب کو سنائی تھین اور تعجب کہ انہون نے میرے پاس بیان کیا کہ یہ باتین پہلے سے میرے علم مین ہین اور بہت سے ایسے عجیب دلائل حضرت مسیح کی وفات اور اس بات پر سنائے کہ اسی زمانہ مین اور اسی امت سے مسیح موعود ہونا چاہیئے جس سے مجھے بہت تعجب ہوا اور اسوقت شعر حسن ز بصرہ بلال از حبش یاد آیا۔ اور اکثر ان کا استدلال قرآن شریف سے تھا اور وہ بار بار کہتے تھے کہ کیسے نادان وہ لوگ ہین جن کا خیال ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی صرف حدیثون مین ہے حالانکہ جس قدر قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسے فوت ہو گیا اور مسیح موعود اسی امت مین سے آنے والا ہے اس قدر ثبوت حدیثون سے نہین ملتا غرض خدا تعالے نے ان کے دل کو حق الیقین سے پر کر دیا تھا اور وہ پوری معرفت سے اس طرح پر مجھے شناخت کرتے تھے جس طرح درحقیقت ایک شخص کو آسمان سے اترتا معہ فرشتون کے دیکھا جاتا ہے اسوقت مجھے یہ خیال آیا ہے کہ حدیثون مین جو مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے اگرچہ یہ لفظ اکرام اور اعزاز کے لئے محاورہ عرب مین آتا ہے جیسا کہ کہتے ہین کہ فلان لشکر فلان جگہ اترا ہے اور جیسا کہ کسی شہر کے نووارد کو کہا جاتا ہے کہ آپ کہان اترے ہین اور جیسا کہ قرآن شریف مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین نے ہی اس رسول کو اتارا ہے اور جیسا کہ انجیل مین آیا ہے کہ عیسے اور یحییٰ آسمان سے اترے لیکن باین ہمہ یہ نزول کا لفظ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس قدر اس مسیح کی سچائی پر دلائل جمع ہو جائینگے کہ اہل فراست کو اسکے مسیح موعود ہونے مین یقین تام ہو جائیگا گویا وہ ان کے روبرو آسمان سے ہی اترا ہے چنانچہ ایسے یقین کامل کا نمونہ شہزادہ مولوی عبد اللطیف شہید نے دکھا دیا جان دینے سے بڑھ کر کوئی امر نہین اور ایسی استقامت سے جان دینا صاف بتلا رہا ہے کہ انہون نے مجھے آسمان سے اترتے دیکھ لیا اور دوسرے لوگون کے لئے بھی یہ امر صاف ہے کہ میرے دعوے کے تمام پہلو آفتاب کی طرح چمک رہے ہین اول قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسے بن مریم فوت ہو گیا ہے اور پھر دنیا مین نہین آئیگا اور اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہے حق وہی ہے جو قرآن نے فرمایا اور حدیثین وہ ماننے کے لائق ہین

جو اپنے قصون مین قرآن کے بیان کردہ قصون سے مخالف نہین پھر بعد اسکے یہ فیصلہ بھی قرآن شریف نے ہی سورہ نور مین لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہے کہ اس دین کے تمام خلیفے اسی امت مین سے پیدا ہونگے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہونگے اور صرف ایک ان مین سے سلسلہ کے آخر مین موعود ہوگا جو عیسے بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہین ہونگے یعنی نام لیکر انکے لئے کوئی پیش گوئی نہین ہوگی اور یہ منکم کا لفظ بخاری مین بھی موجود ہے اور مسلم مین بھی ہے جسکے یہی معنی ہین - کہ وہ مسیح موعود اسی امت مین سے پیدا ہوگا پس اگر ایک غور کرنے والا اس جگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت اختیار نہ کرے تو اسکو ان تین منکم کے لفظون پر نظر ڈالنے سے یقین ہو جائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی امت مین سے پیدا ہوگا - اب رہا میرا دعوے سو میرے دعوے کے ساتھ اس قدر دلائل ہین کہ کوئی انسان اگر حیا رکھتا ہو تو اسکے لئے اس سے چارہ نہین ہے کہ میرے دعوے کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے کیا یہ دلائل میرے دعوے کے ثبوت کیلئے کم ہین کہ میری نسبت قرآن کریم نے اسقدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثون مین کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤن کا نام موجود ہے اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھوین صدی مین پیدائش ہوگی اور چودھوین صدی مین اسکا ظہور ہوگا اور صحیح بخاری مین میرا تمام حلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو میرے حلیہ مین فرق ہے وہ ظاہر کر دیا ہے اور ایک حدیث مین صریح یہ اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہند مین ہوگا کیونکہ دجال کا بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا سو قادیان دمشق سے مشرق کیطرف ہے اور پھر دعوے کے وقت مین اور لوگون کی تکذیب کے دنون مین آسمان پر رمضان کے مہینہ مین کسوف خسوف ہونا - زمین پر طاعون کا پھیلنا حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا - اونٹ بیکار ہو جانے حج رو کا جانا صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا میرے ہاتھ پر صدہا نشانون کا ظاہر ہونا نبیونکے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کیلئے یہی وقت ہونا صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا - ہزارہا نیک لوگون کا میری تصدیق کیلئے خوابین دیکھنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری امت مین سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزارہا لوگون کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے راستبازی اور پاکدلی اختیار کرنا اور میرے وقت مین عیسائی مذہب مین ایک عام تزلزل پڑ جانا یہانتک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کیطرح گداز ہونا شروع ہو جانا اور میرے وقت مین مسلمانون کا بہت سے فرقون پر منقسم ہو کر تنزل کی حالت مین ہونا اور طرح طرح کی بدعات اور شرک اور میخواری اور حرامکاری اور خیانت اور دروغگوئی دنیا مین شائع ہو کر ایک عام تغیر دنیا مین پیدا ہو جانا اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم مین پیدا ہو جانا اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے

دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا اور میرے مقابلہ سے خواہ وہ اعجازی کلام میں اور خواہ آسمانی نشانوں میں تمام لوگوں کا عاجز آجانا اور میری تائید میں خدا تعالیٰ کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہونا یہ تمام نشان اور علامات اور قرائن ایک خدا ترس کے لئے میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہیں بعض جاہل اس جگہ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ آتھم کے مرنے کی اور احمد بیگ کے داماد کی پیش گوئی مگر ان کو خدا تعالیٰ سے شرم کرنی چاہئے کیونکہ جس حالت میں کئی لاکھ پیش گوئی روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہے اور دن بدن نئے نئے نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں تو اس صورت میں اگر ایک دو پیش گوئیاں ان کی سمجھ میں نہیں آئیں تو یہ ان کی سراسر شقاوت ہے کہ بباعث اس بدفہمی کے جس میں خود ان کا قصور ہے خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشانوں اور دلیلوں اور معجزات سے انکار کر دیں اور اگر اسی طرح پر انکار ہو سکتا ہے تو پھر ہمیں کسی پیغمبر کا پتہ تبلا دیں جس کی بعض پیش گوئیوں کے پورا ہونے کی نسبت انکار نہیں کیا گیا چنانچہ ملاکی نبی کی پیش گوئی اپنے ظاہری معنوں کے رو سے ابتک پوری نہیں ہوئی کہاں ایلیاس نبی دنیا میں آیا جسکا یہود کو آج تک انتظار ہے حالانکہ مسیح آچکا ہے جس سے پہلے اُسکا آنا ضروری تھا کہاں یہ پیش گوئی مسیح کی پوری ہوئی کہ اس زمانہ کے لوگ ابھی زندہ ہی ہونگے کہ میں واپس آجاؤنگا کہاں یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ پطرس کے ہاتھ میں آسمان کی کنجیاں ہیں کہاں اس کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ وہ داود کا تخت قائم کرے گا اور کب یہ پیشگوئی ظہور میں آئی کہ اسکے بارہ حواری بارہ تختوں پر بیٹھینگے کیونکہ یہودا اسکریوطی مرتد ہو گیا اور جہنم میں جا پڑا اور اس کی بجائے جسکے لئے تخت کا وعدہ تھا ایک نیا حواری تراشا گیا جو مسیح کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ایسا ہی حدیثوں میں لکھا ہے چنانچہ دُر منثور میں بھی ہے کہ یونس نبی نے یہ پیش گوئی قطعی طور پر بغیر کسی شرط کے کی تھی کہ نینوہ کے رہنے والوں پر چالیس دن کے اندر عذاب نازل ہوگا جو ان کو اس میعاد کے اندر ہلاک کر دیگا مگر کوئی عذاب نازل نہ ہوا اور نہ وہ ہلاک ہوئے آخر یونس کو شرمندہ ہو کر اس جگہ سے بھاگنا پڑا یہ پیش گوئی بائبل میں یونہ نبی کی کتاب میں بھی موجود ہے جس کو عیسائی خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں پھر باوجود ان سب باتوں کے مسلمان ان پیغمبروں پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ان چند اعتراضات کی کچھ پروا نہیں کرتے اور وہ دو پیشگوئیاں مذکورہ بالا جن کی نسبت ان کا اعتراض ہے یعنی آتھم کے متعلق اور احمد بیگ کے داماد کے متعلق ان کی نسبت ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ آتھم کی موت کی پیشگوئی تمام تر صفائی سے پوری ہو گئی اب تلاش کرو آتھم کہاں ہے کیا وہ زندہ ہے یا مر گیا پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے سے پہلے مریگا سو مدت ہوئی کہ آتھم مر گیا اور یہ فقرہ جو اس پیش گوئی میں موجود تھا کہ آتھم پندرہ مہینہ کے اندر مرے گا اس کے ساتھ یہ شرط بھی شائع کی گئی تھی

کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے مگر آتھم نے اُسی مجلس بحث مین اپنی بے ادبی سے رجوع کر لیا تھا کیونکہ جب مین نے اسکو کہا کہ یہ پیشگوئی اس لئے کی گئی ہو کہ تم نے آنحضرت صلعم کو اپنی کتاب مین دجال لکھا ہو تو سنتے ہی اسکا چہرہ زرد ہو گیا اور نہایت تضرع سے اس نے اپنی زبان منہ سے باہر نکالی اور دونون ہاتھ کانون پر رکھ لئے اور کہا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہرگز ایسا نہین کہا اور بڑی عاجزی اور تضرع ظاہر کی اسوقت ساٹھ سے زیادہ مسلمان اور عیسائی وغیرہ موجود تھے کیا یہ ایسا لفظ نہین تھا جس کو شوخی اور بے ادبی سے رجوع سمجھا جاتے اور پھر وہ پندرہ مہینہ تک مخالفت سے بالکل چپ رہا اور اکثر گریہ وبکا مین رہا اور اپنی حالت اس نے بالکل بدل لی پس ایک نیک دل ایماندار کے لئے یہ کافی ہے کہ اس نے پندرہ مہینہ کے اندر کسی حد تک اپنی تبدیلی کر لی تھی اور چونکہ اُس نے خدا تعالے سے خوف کھا کر نرمی اور تضرع اختیار کیا اور قطعاً شوخی اور گستاخی چھوڑ دی بلکہ امرت سر مین جو ایسے لوگون کی صحبت اسے میسر تھی اس صحبت کو ترک کر کے اور وہ مکان چھوڑ کر دوسرے شہر مین جا کر مقیم ہوگیا پس ضرور تھا کہ وہ اسقدر خوف سے فائدہ اٹھاتا۔ پس اگرچہ اس باعث محفوظ رہا لیکن پہلے بہت جلد انہین دنون مین مر گیا مگر کسی قدر شرط کے پورا کرنے سے فائدہ اٹھا لیا۔ اس کے مقابل لیکھرام تھا جس نے پیشگوئی کی میعاد مین کوئی تضرع اور خوف ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہو گیا۔ دن اور کوچون اور شہرون اور دیہات مین توہین اسلام کرنے لگا تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بداعمالی کی وجہ سے پکڑا گیا اور وہ زبان اس کی جو گالی اور بدزبانی مین چھری کی طرح چلتی تھی اسی چھری نے اسکا کام تمام کر دیا +

رہا احمد بیگ کا داماد پس ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیشگوئی دو شخصون کی نسبت تھی ایک احمد بیگ کی نسبت اور دوسری اسکے داماد کی نسبت سو ایک حصہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر ہی پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ پیشگوئی کی پوری ہوگئی اب دوسری ٹانگ جو باقی ہو اس کی نسبت جو اعتراض ہو افسوس کہ وہ **دیانت** کے ساتھ پیش نہین کیا جاتا اور آج تک کسی معترض کے منہ سے مین نے یہ نہین سنا کہ وہ اس طرح پر اعتراض کرے کہ اگرچہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور بصدق دل اعتراف کرتے ہین کہ وہ پورا ہوا مگر دوسرا حصہ ابتک پورا نہین ہوا بلکہ یہودیون کی طرح پورا ہونے والا حصہ بالکل مخفی رکھ کر اعتراض کرتے ہین کیا ایسا شیوہ ایمان اور حیا اور راستبازی کے مطابق ہو؟ اب قطع نظر ان کی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہو کہ یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط ہو یعنے یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہوگی کہ ان دونون مین سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت پیش نہ آئی اور وہ پیشگوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا مگر احمد بیگ کے داماد اور اسکے عزیزون کو یہ

یہ خوفناک حالت پیش آگئی کیونکہ احمد بیگ کی موت نے ان کے دلون پر ایک لرزہ ڈال دیا جیساکہ انسانی فطرت مین داخل ہر کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراسان ہوجاتا ہے سو ضرور تھا کہ اسکو بھی مہلت دیجاتی سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کیوجہ سے ہین نہ دیانت اور حق طلبی کی وجہ سے جس شخص کے ہاتھ سے ابتک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوچکے ہین اور ہو رہے ہین کیا اگر ایک یا دو پیش گوئیان اس کی کسی جاہل اور بدفہم اور غبی کو سمجھ مین نہ آوین تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ وہ تمام پیش گوئیان صحیح نہین ہین یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہون کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بلفظ مسلمان میری پیش گوئیون کے مقابل پر اس شخص کی پیش گوئیون کو جسکا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہین صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کرسکے تو مین اسکو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو تیار ہون مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہین ہوگا کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسے علیہ السلام کو نبی مان لیا ہے اور یا اسکو نبی قرار دیدیا ہے کیونکہ اس طرح پر تو مین بھی زور سے دعوے کرتا ہون کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے تمام قرآن شریف مین کہین یسوع کا لفظ نہین ہے مگر میری نسبت **منکم** کا لفظ موجود ہے اور دوسرے بہت سے علامات موجود ہین بلکہ اس جگہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کرکے محض میری پیشگوئیون اور یسوع کی پیش گوئیون پر عدالتون کی عام تحقیق کے رنگ مین نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونون مین سے کونسی پیش گوئیان یا اکثر حصہ ان کا بحکم عقل کمال صفائی سے پورا ہوگیا اور کونسا اس درجہ پر نہین یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ بھی رائے ظاہر کرسکے کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے ✤

ماسوا اس کے اس جگہ مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہین لیکن اسلام کے اصول سے بیخبر ہین اسلام مین یہ مسلم امر ہے کہ جو پیش گوئی وعید کے متعلق ہو اس کی نسبت ضروری نہین کہ خدا اسکو پورا کرے یعنی جس پیش گوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی اس مین یہ بھی ممکن ہر کہ خدا تعالے اس بلا کو ٹالدے جیساکہ یونس کی پیش گوئی کو جو چالیس دن تک محدود تھی ٹال دیا لیکن جس پیشگوئی مین وعدہ ہو یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیشگوئی ہو وہ کسی طرح ٹل نہین سکتی خدا تعالے نے یہ فرمایا ہے کہ **ان اللّٰہ لایخلف المیعاد** مگر کسی جگہ یہ نہین فرمایا کہ **ان اللّٰہ لایخلف الوعید** پس اس مین راز یہی ہر کہ وعید کی پیش گوئی خوف اور دعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہر تمام پیغمبرون کا اس پر اتفاق ہر کہ صدقہ اور دعا اور خوف اور خشوع سے وہ بلا جو خدا کے علم مین ہر جو کسی شخص پر آئے گی وہ رد ہوسکتی ہر اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے

علم مین ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دیجائے تو اس کا نام اس وقت پیش گوئی ہوگا جب وہ نبی یا ولی دوسرونکو اس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلا ٹل سکتی ہے پس ضرورتًا یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیش گوئی کے ظہور مین تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے -

پھر ہم اپنے پہلے کلام کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب جب قادیان مین آئے تو صرف انکو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہون نے مفصل طور پر میرے دعوے کے دلائل سنے بلکہ ان چند مہینون کے عرصہ مین جو وہ قادیان مین میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا بعض آسمانی نشان بھی میری تائید مین انہون نے مشاہدہ کئے ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا اُن کو کھینچ کر لے گئی - مین نے ایک موقعہ پر ایک اعتراض کا جواب بھی انکو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے اور وہ یہ کہ جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسےٰ ہین اور آپکے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہین تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث مین نبی کرکے پکارا گیا ہے مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہین دیا گیا - سو مین نے ان کو یہ جواب دیا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپکے بعد کوئی نبی نہین تھا - اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسےٰ کے خلفاء نبی ہین - اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا - کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو - پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر مین دونون سلسلون کی مشابہت ثابت ہو جائے اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہین کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے - جیسا کہ ایک وحی مین خدا تعالےٰ نے مجھ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا - **یا احمد جُعلتَ مُرسلا** - اے احمد تو مرسل بنایا گیا یعنی جیسکہ تو بروزی رنگ مین احمد کے نام کا مستحق ہوا - حالانکہ تیرا نام **غلام احمد** تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ مین نبی کے نام کا مستحق ہے کیونکہ احمد نبی ہے - نبوت اس سے منفک نہین ہو سکتی اور ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث مین ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادرون مین اُتریگا - ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ مین ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ مین - سو مین نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریون کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم مین زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے - اور وہ دونون بیماریان مجھ مین ہین یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستون کی بیماری ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی وجہ سے ان پر الہام

اور وحی کا دروازہ کھولا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے بارہ میں انہوں نے شہادتیں پائیں جن کی وجہ سے آخرکار انہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے منظور کیا جسکے مفصل لکھنے کے لئے اب وقت آگیا ہے یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق کی راہ میں مرنا قبول کیا اس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے پس بلا شبہ اس طرح الکامرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے حوالہ کرنا یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے مگر انکے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں انسان شک و شبہ کی حالتیں کب چاہتا ہے کہ اپنی جان دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجیب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا انکو سردار قرار دیا تھا وہ سب سے زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اسکے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں اور ان کی خاص زبان میں نے سنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور اخون زادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور تفسیر اور فقہ اور تاریخ کا اپنے پاس رکھتے تھے اور نئی نئی کتابوں کے خریدنے کے لئے ہمیشہ حریص تھے اور ہمیشہ درس تدریس کا شغل جاری تھا۔ اور صدہا آدمی ان کی شاگردی کا فخر حاصل کر کے مولویت کا خطاب پاتے تھے لیکن باایں ہمہ کمال یہ تھا کہ بےنفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنافی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اسکو مانع ہو جاتی ہے مگر یہ شخص ایسا بےنفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا مگر تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے سے اسکو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی۔ اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشا خدا کا ہے۔ اب ہم ذیل میں اس بزرگ کی شہادت کے واقعہ کو لکھتے ہیں کہ کس دردناک طریق سے وہ قتل کیا گیا اور اس راہ میں کیا استقامت اس نے دکھلائی کہ بجز کامل قوت ایمانی کے اس دار الغرور میں کوئی نہیں دکھلا سکتا اور بالآخر ہم یہ بھی لکھینگے کہ ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ آج سے تئیس برس پہلے ان کی شہادت اور ان کے ایک شاگرد

کی شہادت کی نسبت خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی تھی جس کو اسی زمانہ میں مین نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کیا تھا۔ سو اس بزرگ مرحوم نے نہ فقط وہ نشان دکھلایا جو کامل استقامت کے رنگ میں اس سے ظہور میں آیا بلکہ یہ دوسرا نشان بھی اسکے ذریعے سے ظاہر ہو گیا جو ایک مدت دراز کی پیش گوئی اس کی شہادت سے پوری ہو گئی جیسا کہ ہم انشاء اللہ اخیر میں اس پیش گوئی کو درج کرینگے ۔

واضح ہے کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی میں دو شہادتوں کا ذکر ہے اور پہلی شہادت میان عبد الرحمٰن مولوی صاحب موصوف کے شاگرد کی تھی جس کی تکمیل امیر عبد الرحمن یعنی اس امیر کے باپ سے ہوئی اِسلئے ہم بلحاظ ترتیب زمانی پہلے میان عبد الرحمن مرحوم کی شہادت کا ذکر کرتے ہین ۔

بیان شہادت میان عبد الرحمٰن مرحوم شاگرد مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رئیس اعظم خوست ملک افغانستان

مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے انکے ایما اور ہدایت سے میان عبد الرحمن شاگرد رشید انکے قادیان مین شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر ایک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے اُنکا ایمان شہدا کا رنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام مین بعض کتابین میری طرف سے جہاد کی ممانعت مین چھپی تھین جنسے اُنکو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور مین پہنچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور مین تھے اور میرے مرید ہین ملاقات ہوئی اور انہین دنون مین خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت مین شائع کیا تھا اس سے انکو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا انکے دل مین بیٹھ گیا کہ کابل مین جا کر جا بجا انہون نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزون سے جہاد کرنا درست نہین کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانون کے حامی ہین اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے انکے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہین۔ تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبد الرحمن کو پہنچ گئی اور یہ بھی بعض شریر پنجابیون نے جو اسکے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہین اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئین مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزون سے جہاد درست نہین بلکہ اس زمانہ مین قطعاً جہاد کا مخالف ہے تب امیر یہ بات سُن کر بہت برافروختہ ہو گیا اور اسکو قید کرنیکا حکم دیا تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی

کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے ÷

یہ تو میاں عبد الرحمن شہید کا ذکر ہے اب ہم مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس قسم کا ایمان حاصل کرنے کے لئے دعا کرتے رہیں کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دنیا کا ہے تب تک آسمان پر اس کا نام مومن نہیں ÷

بیان واقعہ ہائلہ شہادت مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کو رئیس اعظم خوست علاقہ کابل غفر اللہ لہٗ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اسکے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور نیز بعض دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے قضا و قدر سے یہ صورت پیش آئی۔ کہ مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہر کر برگیڈیر محمد حسین کوتوال کو جو ان کا شاگرد تھا ایک خط لکھا کہ اگر آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لیگئے کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی کہ میں حج کو جاتا ہوں مگر وہ ارادہ قادیان میں زیادہ دیر تک ٹھہرنے سے پورا نہ ہو سکا اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا اور چونکہ وہ میری نسبت شناخت کر چکے تھے کہ یہی شخص مسیح موعود ہے اس لئے میری صحبت میں رہنا انکو مقدم معلوم ہوا۔ اور بموجب نص اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول حج کا ارادہ انہوں نے کسی دوسرے سال پر ٹال دیا اور ہر ایک دل اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ ایک حج کے ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھ لے جسکا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا۔ ہاں باجازت اسکے دوسرے وقت میں جا سکتا ہے غرض چونکہ وہ مرحوم سید الشہدا اپنی صحبت نبیت کے حج نہ کر سکا اور قادیان میں ہی دن گذر گئے تو قبل اسکے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً

قرین مصلحت سمجھا کہ انگریزی علاقہ مین رہکر امیر کابل پر اپنی سرگذشت کھول دیجائے کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی - سو انہون نے مناسب سمجھا کہ برگیڈیر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظون مین امیر کے گوش گذار کر دین اور اس خط مین یہ لکھا کہ اگرچہ مین حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے قادیان مین ٹھہرنا پڑا اور مین نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا - جب یہ خط برگیڈیر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اور اسوقت پیش نہ کیا مگر اسکے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کا خط ہے اور وہ قادیان مین ٹھہرے رہے - تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا - اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا امیر صاحب نے برگیڈیر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپکے نام آیا ہے - اس نے امیر کے موجودہ غیظ و غضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا - پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی صاحب شہید نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا - وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا - چونکہ قضاء و قدر سے مولوی صاحب کی شہادت مقدر تھی اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرۂ شہدا داخل ہو چکا تھا اسلئے امیر صاحب نے انکے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا اور ان کی طرف خط لکھا کہ آپ بلا خطرہ چلے آؤ - اگر یہ دعوے سچا ہوگا تو مین بھی مرید ہو جاؤن گا - بیان کرنے والے کہتے ہین کہ ہمین یہ معلوم نہین کہ خط امیر صاحب نے ڈاک مین بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا - بہرحال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کیطرف روانہ ہو گئے اور قضاء و قدر نے نازل ہونا شروع کر دیا - راویون نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گذرے تو گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور ان کی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل مین مشہور تھا کہ امیر صاحب نے اخوندزادہ صاحب کو دھوکہ دیکر بلایا ہے - اب بعد اسکے دیکھنے والون کا یہ بیان ہے - کہ جب اخوندزادہ صاحب مرحوم بازار سے گذرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے - اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی ان کے ہمراہ کئے گئے تھے کیونکہ ان کے خوست مین پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری ان کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آ چکا تھا غرض جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفون نے پہلے سے ہی ان کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا اسلئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو - پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اُس قلعہ مین جس مین خود امیر صاحب رہتے ہین قید کر دو - اور زنجیر غراغراب لگا دو - یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے - گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس مین ہتکڑی بھی شامل ہے اور نیز حکم دیا - کہ

پاؤن مین بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگادو۔ پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید مین رہے اور اس عرصہ مین کئی دفعہ انکو امیر صاحب کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہین رہائی دیجائیگی۔ مگر ہر ایک مرتبہ انہون نے یہی جواب دیا کہ مین صاحب علم ہون اور حق اور باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے مین نے پوری تحقیق سے معلوم کرلیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے مین میری جان کی خیر نہین ہے اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے مگر مین اسوقت **اپنے ایمان** کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہون۔ شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت مین بارہا یہی جواب دیا اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہین تھی جس مین انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے اسلئے لوگون نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل مین جاگیر رکھتا تھا اور اپنے فضائل علمی اور تقوے کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا۔ اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام مین زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل و عیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا پھر یکدفعہ وہ ایسی سنگین قید مین ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جسکے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے ایسا نازک اندام اور نعمتون کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید مین صبر کرسکے اور جان کو ایمان پر فدا کرے۔ بالخصوص جس حالت مین امیر کابل کی طرف سے بار باران کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کے تصدیق دعوے سے انکار کردو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤگے۔ مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پروا نہ کی اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ مین ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لون۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ جسکو مین نے خوب شناخت کرلیا اور ہر ایک طرح سے تسلی کرلی اپنی موت کے خوف سے اُسکا انکار کردون یہ انکار تو مجھ سے نہین ہوگا مین دیکھ رہا ہون کہ مین نے حق پالیا اسلئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہین ہوگی کہ مین اس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دون مین جان چھوڑنے کے لئے تیار ہون اور فیصلہ کرچکا ہون مگر حق میرے ساتھ جائیگا اس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی ان کو فراموش نہین کریگی اور کابل کے لوگون نے اپنی تمام عمر مین یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہین دیکھا ہوگا۔ اس جگہ یہ بھی ذکر کرنیکے لایق ہے کہ کابل کے امیرون کا یہ طریق نہین ہے کہ اسقدر بار بار وعدہ معافی دیکر ایک عقیدہ کے چھوڑانے کے لئے توجہ دلائین لیکن مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا اور ہزارہا انسان اُسکے معتقد تھے اور جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین وہ امیر کابل کی نظر مین اسقدر منتخب عالم فاضل تھا کہ تمام علماء مین آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل

کیا جائے گا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اسکے برخلاف کچھ کر سکے پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف اس امیر کو مولویوں کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بیگناہ دیکھتا تھا پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں اور اس عقیدہ سے توبہ کریں تب آپ عزت کے ساتھ رہا کئے جاؤ گے اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقعہ ملتا رہے۔ اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لائق ہے اور دراصل وہی ایک بات ہے جو اس بلا کی موجب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ عبد الرحمان شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویوں کو خوب معلوم تھی کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعوے کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابوں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف ہے اور پنجاب کے شر انگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے غالباً ان کی زبانی امیر عبد الرحمن نے جو امیر حال کا باپ تھا میری ان کتابوں کا مضمون سن لیا ہوگا اور عبد الرحمن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبد الرحمن نے خیال کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ قضا و قدر کی کشش سے مولوی عبد اللطیف مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت میں بھی جتلا دیا کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہیں اور وہ مسیح موعود جو درحقیقت مسیح ہے اس کی یہی تعلیم ہے کہ اب یہ زمانہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے تلوار کے ذریعہ سے مذہب کو پھیلانا جائز نہیں اور اب اس قسم کا بیہودہ ہرگز بارور نہیں ہوگا بلکہ جلد خشک ہو جائیگا۔ چونکہ شہید مرحوم سچ کے بیان کرنے میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے اور درحقیقت انکو سچائی کے پھیلانے کے وقت اپنی موت کا بھی اندیشہ نہ تھا اسلئے ایسے الفاظ اُنکے مُنہ سے نکل گئے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا ان میں ثابت کیا جاتا تو ان اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا ہوا۔ اس تخم کی مانند پڑا ہے جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے اور ہزارہا پرندے اس پر اپنا بسیرا لیتے ہیں۔ اب ہم اس دردناک واقعہ کا باقی حصہ اپنی جماعت کے لئے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب چار مہینے قید کے گذر گئے۔ تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی۔ اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اسکے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائیگی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ

کردون ہاں اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہی لیکن مین اس سے ڈرتا ہون جس کا عذاب کبھی ختم نہین ہو سکتا ہاں
چونکہ مین سچ پر ہون اسلئے مین چاہتا ہون کہ ان مولویون سے جو میرے عقیدہ کے مخالف ہین میری بحث کرائی جائے اگر مین
دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دیجائے راوی اس قصہ کے کہتے ہین کہ ہم اس گفتگو کے موجود تھے امیر نے اس بات
کو پسند کیا اور مسجد شاہی مین خان ملا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونیکی
وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا بحث کے وقت مجمع کثیر تھا۔ اور دیکھنے والے کہتے ہین کہ ہم اس
بحث کے وقت موجود تھے مباحثہ تحریری تھا صرف تحریر ہوتی تھی اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہین جاتی تھی اسلئے
اس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہین ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت
ہوا تو کفر کا فتوے لگایا گیا اور آخر بحث مین شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہی تو پھر تم عیسے
علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو۔ کیا وہ واپس دنیا مین آئینگے یا نہین تو انہون نے بڑی استقامت سے جواب دیا کہ حضرت
عیسے ؑ فوت ہو چکے ہین اب وہ ہرگز واپس نہین آئینگے قرآن کریم انکے مرنے اور واپس نہ آنیکا گواہ ہی تب تو وہ لوگ ان
مولویون کی طرح جنہون حضرت عیسی کی بات کو سُن کر اپنے کپڑے پھاڑ دیتے تھے گالیان دینے لگے اور کہا اب اس شخص کے
کفر مین کیا شک رہا اور بڑی غضبناک حالت مین یہ کفر کا فتوے لکھا گیا۔ پھر بعد اسکے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسی طرح
پا بزنجیر ہونیکی حالت مین قیدخانہ مین بھیجے گئے اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہی کہ جب شاہزادہ مرحوم کی ان بدقسمت
مولویون سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلوارین لیکر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے۔ پھر بعد اسکے وہ فتوے کفر
رات کے وقت امیر صاحب کیخدمت مین بھیجا گیا اور یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت مین عمداً نہ بھیجے گئے
اور نہ عوام پر ان کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ یہ صاف اس بات پر دلیل تھی کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ
کا کوئی رد نہ کر سکے۔ مگر افسوس امیر پر کہ اس نے کفر کے فتوے پر ہی حکم لگا دیا اور مباحثہ کے کاغذ طلب نہ کئے حالانکہ اسکو
چاہیئے تو یہ تھا کہ اس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائیگا خود
مباحثہ کے وقت ہوتا بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بیگناہ کی جان ضائع کرنا ہی تو اس
صورت مین مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا کہ بہرحال اُفتان و خیزان اس مجلس مین جاتا اور نیز چاہیئے تھا کہ قبل ثبوت
کسی جرم کے اس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب مین اسکو رکھتا اور زنجیرون اور
ہتھکڑیون کے شکنجہ مین اسکو دبایا جاتا۔ اور ساٹھ سپاہی برہنہ شمشیرونکے ساتھ اسکے سر پر کھڑے کئے جاتے اور اس طرح
ایک عذاب اور رُعب مین ڈالکر اسکو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اسکا
فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور مین طلب کرتا بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیجے جائیں

چاہئیں اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا بلکہ چاہئیے تھا کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویون کے مقابل پر مغلوب ہو گیا اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارہ مین اور نیز جہاد کی ممانعت مین اور حضرت مسیحؑ کے فوت ہونیکے بارہ مین نہ دے سکا۔ ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا اور باوجود صادق ہونیکے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دیجاتی ہے۔ پھر بھی اسکا پاک جسم پتھرون سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور اس کی بیوی اور اسکے یتیم بچونکو خوست سے گرفتار کر کے بڑی ذلت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست مین بھیجا گیا۔ اے نادان! کیا مسلمانون مین اختلاف مذہب اور رائے کی یہی سزا ہوا کرتی ہے۔ تو نے کیا سوچ کر یہ خون کر دیا۔ سلطنت انگریزی جو اس امیر کی نگاہ مین اور نیز اسکے مولویونکے خیال مین ایک کافر کی سلطنت ہے کس قدر مختلف فرقے اس سلطنت کے زیر سایہ رہتے ہین۔ کیا اب تک اس سلطنت نے کسی مسلمان یا ہندو کو اس قصور کی بنا پر پھانسی دیدیا کہ اس کی رائے پادریون کی رائے کے مخالف ہے۔ ہائے افسوس آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک بے گناہ معصوم باوجود صادق ہونیکے باوجود اہل حق ہونیکے اور باوجود اسکے کہ وہ ہزارہا معزز لوگون کی شہادت سے تقوے اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا۔ اس طرح بیرحمی سے محض اختلاف مذہب کی وجہ سے مارا گیا۔ اس امیر سے وہ گورنر ہزارہا درجہ اچھا تھا جس نے ایک مخبری پر حضرت مسیح کو گرفتار کر لیا تھا یعنے پیلاطوس جسکا آج تک انجیلون مین ذکر موجود ہے کیونکہ اس نے یہودیون کے مولویون کو جبکہ انہون نے حضرت مسیح پر کفر کا فتوے لکھ کر یہ درخواست کی کہ اسکو صلیب دیجائے یہ جواب دیا کہ اس شخص کا مین کوئی گناہ نہین دیکھتا۔ افسوس اس امیر کو کم سے کم اپنے مولویون سے یہ تو پوچھنا چاہئیے تھا کہ یہ سنگساری کا فتوے کس قسم کے کفر پر دیا گیا۔ اور اس اختلاف کو کیون کفر مین داخل کیا گیا۔ اور کیوں انہین یہ نہ کہا گیا کہ تمہارے فرقون مین خود اختلاف بہت ہین کیا ایک فرقہ کو چھوڑ کر دوسرونکو سنگسار کرنا چاہئیے جس امیر کا یہ طریق اور یہ عدل ہے نہ معلوم وہ خدا کو کیا جواب دیگا؟

بعد اس کے کہ فتوے کفر لگا کر شہید مرحوم قید خانہ مین بھیجا گیا۔ صبح روز شنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنے خاص مکان دربار امیر صاحب مین بلایا گیا۔ اسوقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ مین شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے ان کے پاس ہو کر گذرے اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کیا فیصلہ ہوا۔ شہید مرحوم کچھ نہ بولے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگون نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ مگر سپاہیون مین سے کسی نے کہا کہ ملامت ہو گیا یعنے کفر کا فتوے لگ گیا۔ پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس مین بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا۔ اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتوے لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے تو انہون نے صاف لفظون مین انکار کیا اور کہا کہ مین حق سے توبہ نہین کر سکتا کیا مین جان کے خوف سے باطل کو مان لون یہ مجھ سے نہین ہو گا۔ تب امیر نے

دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت مین بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے
انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ مین سچائی سے توبہ کرون۔ ان باتون کو بیان کرنیوالے کہتے ہین کہ یہ سُنی
سنائی باتین نہین بلکہ ہم خود اس مجمع مین موجود تھے اور مجمع کثیر تھا شہید مرحوم ہر ایک فہمایش کا زور سے انکار کرتا تھا
اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا کہ ضرور ہے کہ مین اس راہ مین جان دون۔ تب اس نے یہ بھی کہا کہ مین بعد قتل چھ روز تک
پھر زندہ ہو جاؤن گا۔ یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی الٰہی کی بنا پر ہوگا جو اسوقت ہوئی ہوگی کیونکہ اس وقت شہید مرحوم
منقطعین مین داخل ہو چکا تھا اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے تب فرشتون سے یہ خبر پا کر ایسا اس نے کہا اور اس قول
کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دیجاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائیگی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنے
ساتوان دن مین زندہ ہو جاؤنگا اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ مین شہید ہوتے ہین وہ چند
دنون کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء**
یعنے تم انکو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ مین قتل کئے جاتے ہین وہ تو زندے ہین پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ
تھا۔ اور مین نے ایک کشفی نظر مین دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ
مین سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ مین ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین مین جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری
کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگیگی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی الٰہی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا
ہماری طرف آیا۔ اس کی مین نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعت کو
بڑھا دیگا۔ اس طرف مین نے یہ خواب دیکھا اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک مین زندہ کیا جاؤنگا میرا خواب اور
شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے۔ شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت
ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ ابتک ان مین ایسے بھی پائے جاتے ہین کہ جو شخص ان مین سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے
کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ میرے پر احسان رکھے حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اسکو توفیق دی
بعض ایسے ہین کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہین آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا
وہ دعوے کرتے ہین آخر تک اس پر قائم نہین رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہین اور کسی ادنےٰ امتحان کی
بھی برداشت نہین کر سکتے۔ خدا کے سلسلے مین داخل ہو کر ان کی دنیاداری کم نہین ہوتی لیکن خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار
شکر ہے کہ ایسے بھی ہین کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک
دکھ اٹھانے کیلئے تیار ہین لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا ابتک وہ قوتین اس جماعت کی مخفی ہین خدا سب کو
وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جسکا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملونکے

ساتھ ملی ہوئی ہی کامل انسان بننے سے روکتی ہی اور اس سلسلہ مین بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہین کہ یہ نمونہ دکھائینگے

پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمایش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا۔ اور اس مین مولویون کا فتوے درج کیا اور اس مین یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتوے اخوندزادہ مرحوم کے گلے مین لٹکا دیا گیا۔ اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک مین چھید کرکے اس مین رسی ڈال دیجائے۔ اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس مین رسی ڈالی گئی۔ تب اس رسی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیون اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔ اور امیر اپنے تمام مصاحبون کے ساتھ اور مع قاضیون مفتیون اور دیگر اہلکارون کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا۔ اور شہر کی ہزارہا مخلوق جسکا شمار کرنا مشکل ہی اس تماشا کے دیکھنے کے لئے گئی جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین مین گاڑ دیا اور پھر اس حالت مین جبکہ وہ کمر تک زمین مین گاڑ دئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی مین تجھے بچا لیتا ہون۔ اب تیرا آخری وقت ہی اور یہ آخری موقعہ ہی جو تجھے دیا جاتا ہی اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہی اور جان کیا حقیقت ہی اور عیال و اطفال کیا چیز ہین جن کے لئے مین ایمان کو چھوڑ دون مجھ سے ایسا ہرگز نہین ہوگا اور مین حق کے لئے مرونگا۔ تب قاضیون اور فقیہون نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہی اسکو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اسکا بھائی نصراللہ خان اور قاضی عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام پیادہ تھے جب ایسی نازک حالت مین شہید مرحوم نے بار بار کہدیا کہ مین **ایمان** کو جان پر **مقدم** رکھتا ہون تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتوے لگایا ہی۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہین آپ چلا دین۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتوے ہی اس مین میرا کوئی دخل نہین۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ بعد اسکے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزارون پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین مین سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو یہان تک کہ کثرت پتھرون سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھرون کا جمع ہو گیا پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ مین چھ روز تک زندہ ہو جاؤنگا اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہئے۔ بیان کیا گیا ہی کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴ جولائی کو وقوع مین آیا۔ اس بیان مین اکثر حصہ ان لوگون کا ہی جو اس سلسلہ کے مخالف تھے جنہون نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان مین داخل ہین کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے معلوم ہوتا ہی

کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہین رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصتہً لکھا ہے۔ ہر ایک قصہ مین اکثر مبالغہ ہوتا ہے لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگون نے امیر سے ڈر کر اسکا ظلم پورا پورا بیان نہین کیا اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی۔ شاہزادہ عبد اللطیف کے لئے جو **شہادت** مقدر تھی وہ ہو چکی۔ اب ظالم کا پاداش باقی ہے **انہ من یأت ربہ مجرما فان لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحییٰ**۔ افسوس کہ یہ امیر زیر آیت **من یقتل مومنا متعمدا**۔ داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالےٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین مین اس کی نظیر تلاش کیجائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم مین ہین جو صدق دل سے ایمان اور حق کیلئے جان بھی فدا کرتے ہین اور زن و فرزند کی کچھ بھی پروا نہین کرتے۔ **اے عبد اللطیف تیرے پر ہزارون رحمتین کہ تو نے میری زندگی مین ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا**۔ اور جو لوگ میری جماعت مین سے میری موت کے بعد رہینگے مین نہین جانتا کہ وہ کیا کام کرینگے۔

آن جوان مرد حبیب کردگار
جوہر خود کرد آخر آشکار

پُرخطر ہست این بیابان حیات
صد ہزاران اژدہائش در جہات

صد ہزاران فرسخے تا کوے یار
دشت پُرخار و بلائش صد ہزار

این چنین باید خدا را بندۂ
سرپئے دلدار خود افگندۂ

تا ننوشد جام این زہرے کسے
کے رہائی یابد از مرگ آن خسے

تو گشتی بندۂ حرص و ہوا
این طلب در نفس دون تو کجا

صد ہزاران فوج شیطان در نشست
تا بسوزد در جہنم چون خست

از برائے این سرائے بے وفا
مے نہی دین خدا را زیر پا

پست ہستی لافِ استعلا مزن
در گلیم خویش بیرون پا مزن

خوش نگردد دلستان از قیل و قال
تا نمیری زندگی باشد محال

این چنین بالا زبالا چون پری
یا مگر زان ذات بیچون منکری

دل چرا غافل بہ بندد اندرین
ناگہان باید شدن بیرون ازین

چون شود بخشایشِ حق بر کسے
دل نمے ماند بر بنائش بسے

پیش از مردن بمیرد حق شناس
زانکہ محکم نیست دنیا را اساس

نقد جان از بہر جانان باختہ
دل ازین فانی سرا پرداختہ

صد ہزاران آتشے تا آسمان
صد ہزاران سیل خونخوار و دمان

بنگر این شوخی ازان شیخ عجم
این بیابان کرد طے از یک قدم

او پئے دلدار از خود مردہ بود
از پئے تریاق زہرے خوردہ بود

زیر این موت است پنہان صد حیات
زندگی خواہی بنوش جام ممات

دل بدین دنیائے دون آویختی
آبرو از بہر عصیان ریختی

از پئے امید یا بہر خطر
مے شود ایمان تو زیر و زبر

دین بود دین فدائے آن نگار
اے سیہ باطن ترا با دین چہ کار

خویشتن را نیک اندیشیدۂ
اے ہلاک اللہ چہ بد فہمیدۂ

کبر و کین را ترک کن اے بدخصال
تا بتابد بر تو نورِ ذوالجلال

کار دنیا را چہ دیدستی بقا
کہت خوش افتاد این فانی سرا

از پئے دنیا بریدن از خدا
بس ہمین باشد نشان اشقیا

خوشترش آید بیابان تپان
تا درو نالد ز بہر دلستان

ہوش کن این جایگہ جائے فناست
با خدا اے باش چون آخر خداست

زہر قاتل گر بدست خود خوری ... جان بصدق آن دلستان دادہ است
از پئے آن زندہ از خود فانی اند ... دور تر از خود بہ یار آمیختہ
گر بجوئی این چنین ایمان بود ... تا نمیری اے سگِ دنیا پرست
تو گذاری عمر خود در کبر و کین ... ہست دین تخم فنا را کاشتن
باخبر را دل تپد بر بے خبر ... من چسان دانم کہ تو دانشوری
تاکنون در سنگہا افتادہ است ... جان فشان بر مسلکِ باقی اند
آبرو از بہر روئے ریختہ ... کار رہ جویندگان آسان بود
دامنِ آن یار کے آید بدست ... چشم بستہ از رہ صدق و یقین
وز سر ہستی قدم برداشتن ... رحم بر کورے کند اہل بصر
بین کہ این عبد اللطیف پاک مرد ... این بود رسم و رہ صدق و وفا
فانع افتادہ ز نام و عزّ و جاہ ... ذکرِ شان ہم می دہد یاد از خدا
لیک تو افتادہ در دنیا اسیر ... نیست شو تا بر تو فیضانے رسد
نیک دل با نیکوان دارد سرے ... چون بفتی یا دو صد درد و نفیر
ہمچنین قانون قدرت او فتاد ... چون پئے حق خویشتن برباد کرد
این بود مردان حق را انتہا ... دل ز کف وز فرق افتادہ کلاہ
صدق ورزان در جناب کبریا ... تا نمیری کے رہی زین دار و گیر
جان بہ فشان تا دگر جانے رسد ... بر گہر افت می زند بد گوہرے
کس ہمی خیزد کہ گردد دستگیر ... مر ضعیفان را قوی آرد بیاد

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

اے میری جماعت خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جسکا تمام ہم وغم دنیا کیلئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی +

اے سعادتمند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب ہی پر بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بن جاؤ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کیلئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چندروزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو خدا تعالےٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی

جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جبتک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئین کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحین خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائین اور خدا اور اسکے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہین مقدم ہو جائین ۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانون کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی مین کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات مین اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثون کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہین اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصّون سے حدیث کا کوئی قصّہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی مین نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کا قدر کرو اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتین لوگون کے دلون مین اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہین جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوے پر لوگون کو یقین ہوتا ہے

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہین یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہین اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کسقدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہین لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم مین ہے جو میری سوانح زندگی مین کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقوے پر قائم رکھا اور سوچنے والون کے لئے یہ ایک دلیل ہے +

پھر ماسوا اسکے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیّا کر دئے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیون نے ابتدا سے آج تک میرے لئے خبرین دی ہین پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اسقدر دلائل اسمین کبھی جمع نہ ہو سکتے۔ علاوہ اسکے خدا تعالیٰ کی تمام کتابین اس بات پر گواہ ہین کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے۔ اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعوےٰ منجانب اللہ ہونیکا تیئس برس سے بھی زیادہ کا ہے جیساکہ **براہین احمدیہ** کے پہلے حصّہ پر نظر ڈالکر تم سمجھ سکتے ہو پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اس نے پیدا کیا ہے کیا کبھی اس نے ایسا کام کیا کہ جو شخص ایسا بدطینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تیئس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات مین خدا تعالیٰ پر افترا کر کے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے تراشتا ہے اور پھر لوگون کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی نازل ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ بجائے اسکے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانون سے اس کی تائید کرے اسکے دعوے کے ثبوت کیلئے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق گرہن مین ڈالے اور اس طرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابون اور قرآن شریف اور حدیثون مین

اور خود اس کی کتاب براہین احمدیہ مین مخفی پوری کرکے دنیا مین دکھاوے اور سچون کی طرح عین صدی کے سر پر اسکو مبعوث کرے اور عین صلیبی غلبہ کے وقت مین جس کے لئے کاسر صلیب مسیح موعود آنا چاہئے تھا اسکو اس دعوے کے ساتھ کھڑا کردے اور ہر ایک قدم مین اس کی تائید کرے اور دس لاکھ سے زیادہ اس کی تائید مین نشان دکھاوے اور اسکو دنیا مین عزت دے اور زمین پر اس کی قبولیت پھیلاوے اور صدہا پیشگوئیان اسکے حق مین پوری کرے اور نبیون کے مقرر کردہ دنون مین جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے مقرر ہین اسکو پیدا کرے اور اس کی دعائین قبول فرماوے اور اسکے بیان مین تاثیر ڈالدے اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اس کی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ناحق عمداً اس پر افترا کررہا ہی کیا بتا سکتے ہو کہ یہ کرم و فضل کا معاملہ پہلے مجھ سے خدا تعالے نے کسی مفتری سے کیا +

پس اے بندگانِ خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہین وساوس مین نہ ڈالے یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہین آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا مین ایک فضل کی طرح اہل حق کے لئے آیا پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا اور مجھے کافر اور دجال ٹھیرایا گیا اور بے ایمانون مین سے مجھے سمجھا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیر المغضوب علیہم کے اندر مخفی ہے کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کرکے اس آیت مین بتادیا ہی کہ اس امت مین وہ یہودی بھی ہونگے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہونگے جنہون نے حضرت عیسےٰ کو سولی دینا چاہا اور جنہون نے عیسےٰ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت مین سے آنیوالا ہے اِسلئے اسکے زمانہ مین یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جائین گے جو اپنے زعم مین علما کہلائینگے سو آج تمہارے ملک مین وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہین مجھے قبول کرلیتے پس تمام منکرونکا گناہ ان لوگون کی گردن پر ہے یہ لوگ راستبازی کے محل مین نہ آپ داخل ہوتے ہین نہ کم فہم لوگون کو داخل ہونے دیتے ہین کیا کیا مکر ہین جو کررہے ہین اور کیا کیا منصوبے ہین جو اندر ہی اندر انکے گھرون مین ہورہے ہین مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائینگے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دینگے جو تمام نبیون کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے وہ اس ملک کے شریر امیرون اور بد قسمت دولتمند دنیادارون پر بھروسہ رکھتے ہین مگر خدا کی نظر مین وہ کیا ہین صرف ایک مرے ہوئے کیڑے +

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہی جسنے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکون مین پھیلادیگا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر انکو غلبہ بخشیگا وہ دن آتے ہین بلکہ قریب ہین کہ دنیا مین صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اِس سلسلہ مین نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک کو

جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہی نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا۔ یہان تک کہ قیامت آجائیگی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہین تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہین جس سے ٹھٹھا نہین کیا گیا پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ +

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہی کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہی مگر ایسا آدمی جو تمام لوگون کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اسکے ساتھ ہون اس سے کون ٹھٹھا کریگا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہی کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہی یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہین اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہین وہ تمام مرینگے اور کوئی ان مین سے عیسٰے بن مریم کو آسمان سے اترتے نہین دیکھے گا اور پھر انکی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان مین سے بھی کوئی آدمی عیسٰے بن مریم کو آسمان سے اترتے نہین دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہین دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلون مین گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ مین آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰے ابتک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہوجائینگے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہین ہوگی کہ عیسٰے کے انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑینگے اور دنیا مین ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا مین تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہون سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہین جو اس کو روک سکے +

اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنے ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہین وہ صرف اس زنبور کی طرح ہین جس مین بجز نیش زنی کے اور کچھ نہین۔ وہ نہین جانتے کہ توحید کیا چیز ہے اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہین عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولون کو گالیان دینا ان کا کام ہی اور بڑا کمال ان کا یہی ہی کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہین اور تقوے اور طہارت کی روح ان مین نہین یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہین سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہین جس مذہب مین روحانیت نہین اور جس مذہب مین خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہین اور صدق و صفا کی روح نہین اور آسمانی کشش اسکے ساتھ نہین اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اسکے پاس نہین وہ مذہب مردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم مین سے لاکھون اور کروڑون انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے کیونکہ یہ مذہب آریا کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتین پیش کرتا ہی نہ آسمان کی پس تم خوش ہوا اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہی اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہوگے تو فرشتے تمہین تعلیم دینگے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دئے جاؤگے اور خدا ہر ایک قدم مین تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہین ہوسکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو گالیان سنو اور چپ رہو۔ مارین کھاؤ اور صبر کرو

اور سنے المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہین اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہین انہین کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ انکے دشمنوں کا دشمن ہوجاتا ہے دنیا صادق کو نہین دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے پس اپنے ہاتھ سے اسکو بچاتا ہے کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشا کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہین کرتے اور کیا تم اسکو سب سے عزیز نہین سمجھتے پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلے پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہین کریگا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اسکا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے سو تم اگر ایسے وفادار ہوجاؤگے تو تم مین اور تمہارے غیروں مین خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کرکے دکھلائیگا۔

ذکر اس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ مین درج ہے مع اس پیشگوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۱ مین مندرج ہے یعنی وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم اور میان عبدالرحمن مرحوم کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیش گوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچسو دس ۵۱۰ اور صفحہ پانچسو گیارہ ۵۱۱ مین یہ پیش گوئیاں ہین۔

وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس شاتان تذبحان۔ وکل من علیہا فان۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر۔ وجئنا بک علی ھؤلاءِ شہیدا۔ وفی اللہ اجرک۔ ویرضی عنک ربک۔ ویتم اسمک وعسٰی ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم۔ وعسٰی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ❊

ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائین لیکن خدا تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائیگا اگرچہ لوگ نہ بچائین یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کرینگے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر مگر خدا

ان کو ان کی تدبیروں مین نامراد رکھیگا۔ یہ ارادہ الٰہی اس غرض سے ہے کہ اگرچہ قتل ہونا مومن کیلئے شہادت ہے لیکن عادت اللہ اسی طرح ہے کہ دو قسم کے مرسل من اللہ قتل نہین ہوا کرتے (۱) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہین جیسا کہ سلسلہ موسویہ مین حضرت موسٰے اور سلسلہ محمدیہ مین ہمارے سید و مولے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (۲) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر مین آتے ہین جیسے کہ سلسلہ موسویہ مین حضرت عیسٰے اور سلسلہ محمدیہ مین یہ عاجز۔ یہی راز ہے کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف مین **یعصمک اللہ** کی بشارت ہے ایسا ہی اس خدا کی وحی مین میرے لئے **یعصمک اللہ** کی بشارت ہے اور سلسلہ کے اول اور آخر کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھنا اس حکمت الٰہی کے تقاضا سے ہے۔ کہ اگر اول سلسلہ کا مرسل جو صدر سلسلہ ہے شہید کیا جائے تو عوام کو اس مرسل کی نسبت بہت شبہات پیدا ہو جاتے ہین کیونکہ ہنوز وہ اس سلسلہ کی پہلی اینٹ ہوتا ہے پس اگر سلسلہ کی بنیاد پڑتے ہی اس سلسلہ پر یہ پتھر پڑے ہین کہ جو بانی سلسلہ ہے وہی قتل کیا جائے تو یہ ابتلا عوام کی برداشت سے برتر ہوگا اور ضرور وہ شبہات مین پڑینگے اور ایسے بانی کو نعوذ باللہ مفتری قرار دینگے مثلاً اگر حضرت موسٰے فرعون کے روبرو جا کر اسی روز قتل کئے جاتے یا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس روز جس دن قتل کیلئے مکہ مین آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ کافروں کے ہاتھ سے شہید کئے جاتے تو شریعت اور سلسلہ کا وہین خاتمہ ہو جاتا اور بعد اسکے کوئی نام بھی نہ لیتا۔ پس یہی حکمت تھی کہ باوجود ہزاروں جانی دشمنوں کے نہ حضرت موسٰے شہید ہو سکے اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو سکے۔ اور اگر آخر سلسلہ کا مرسل شہید کیا جائے تو عوام کی نظر مین خاتمہ سلسلہ پر ناکامی اور نامرادی کا داغ لگایا جائے گا اور خدا تعالے کا منشا یہ ہے کہ خاتمہ سلسلہ کا فتح اور کامیابی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حکم خواتیم پر ہوتا ہے اور خدا تعالے کا منشا ہرگز نہین ہے کہ خاتمہ سلسلہ پر دشمن ملعون کو کوئی خوشی پہنچے جیسا کہ اس کا منشا نہین ہے کہ سلسلہ کی ابتدا مین ہی پہلی اینٹ کے ٹوٹنے سے ہی دشمن لعنتی خوشی سے بغلین بجاوین پس اس لئے حکمت الٰہیہ نے سلسلہ موسویہ کے آخر مین حضرت عیسٰے کو صلیب کی موت سے بچا لیا اور سلسلہ محمدیہ کے آخر مین بھی اسی غرض سے کوشش کی گئی یعنی خون کا دعوے کیا گیا تا محمدی مسیح کو صلیب پر کھینچا جائے۔ مگر خدا کا فضل پہلے مسیح کی نسبت بھی اس مسیح پر زیادہ جلوہ نما ہوا اور سزائے موت سے اور ہر ایک سزا سے محفوظ رکھا غرض چونکہ اول اور آخر سلسلہ کے دو دیواریں ہین۔ اور دو پشتیبان ہین۔ اس لئے عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اول سلسلہ اور آخر سلسلہ کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھتا ہے اگرچہ شریر اور خبیث آدمی بہت کوشش کرتے ہین کہ قتل کر دیں مگر خدا کا ہاتھ انکے ساتھ ہوتا ہے بعض وقت نادان دشمن دھوکہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ کیا مین نیک نہین ہوں اور کیا مین نماز اور روزہ کا پابند نہین جیسا کہ یہود کے فقیہوں اور فریسیوں کو یہی خیال تھا بلکہ بعض ان مین سے حضرت عیسے کے وقت مین ملہم ہونیکا بھی دعوے کرتے تھے۔ مگر ایسا نادان یہ نہین جانتا کہ جو خدا کے صادق بندے ہوتے ہین اور گہرے تعلق

اس کے ساتھ رکھتے ہین۔ وہ اس صدق اور وفا اور محبت الٰہیہ سے رنگین ہوتے ہین کہ خدا تعالیٰ کو ان کا ساتھ دینا پڑتا ہے اور ان کے دشمن کو ہلاک کرتا ہی جیسا کہ بلعم نے تکبر اور غرور سے یہ خیال کیا کہ کیا موسٰےؑ مجھ سے بہتر ہے مگر موسٰےؑ کا خدا کے ساتھ ایک تعلق تھا جسکو لفظ ادا نہین کر سکتے اور جو بیان کرنے مین نہین آسکتا اس لئے اندھا بلعم اس تعلق سے بیخبر رہا اور جو اپنے سے بہت بڑا تھا اسکا مقابلہ کر کے مارا گیا۔ سو ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہی کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہین ان کا صدق خدا کے ساتھ اس حد تک پہنچ جاتا ہی کہ یہ دنیادار اندھے اسکو دیکھ نہین سکتے۔ اس لئے ہر ایک سجادہ نشینون اور مولویون مین سے انکے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہی اور وہ مقابلہ اس سے نہین بلکہ خدا سے ہوتا ہی بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور جسکے ذریعہ سے خدا چاہتا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی دنیا مین ظاہر کرے ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل ا[illegible]ام اور ناتمام اور بیوفا زاہدون کی خاطر سے ہلاک کر دے اگر دو کشتیون کا باہم ٹکراؤ ہو جائے جن مین سے ایک کشتی ایسی ہی کہ اس مین بادش[illegible] وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے معہ اپنے خاص ارکان کے سوار ہی۔ اور دوسری ایسی ہی جس مین چند چوہڑے یا چمار یا ساہنسی بد معاش بد وضع بیٹھے ہین اور ایسا موقع آپڑا ہے کہ ایک کشتی کا بچاؤ اس مین ہی کہ دوسری کشتی معہ اسکے سوارونکے تباہ کیجائے تو اب بتلاؤ کہ اس وقت کونسی کارروائی بہتر ہوگی۔ کیا اس بادشاہ عادل کی کشتی تباہ کی جائے گی یا ان بد معاشون کی کشتی کہ جو حقیر و ذلیل ہین تباہ کر دیجائے گی مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ بادشاہ کی کشتی بڑی زور اور حمایت سے بچائی جائے گی۔ اور ان چوہڑون چمارون کی کشتی تباہ کر دی جائے گی اور وہ بالکل لا پرواہی سے ہلاک کر دئے جائینگے اور انکے ہلاک ہونے مین خوشی ہوگی کیونکہ دنیا کو بادشاہ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے اور اسکا مرنا ایک عالم کا مرنا ہے۔ اگر چند چوہڑے اور چمار مر گئے تو ان کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام مین نہین آسکتا۔ پس خدا کی یہی سنت ہے کہ جب اسکے مرسلون کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے تو گو وہ اپنے خیال مین کیسے ہی اپنے تئین نیک قرار دین انہین کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے اور انہین کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے کیونکہ وہ نہین چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی رسول کو مبعوث فرماتا ہے اسکو ضائع کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا۔ اور پھر زمین پر اس کی کون عبادت کرے گا۔ دنیا کثرت کو دیکھتی ہی اور خیال کرتی ہی کہ یہ فریق بہت بڑا ہے۔ سو یہ اچھا ہے اور نادان خیال کرتا ہی کہ یہ لوگ ہزارون لاکھون مساجد مین جمع ہوتے مین کیا یہ برے ہین۔ مگر خدا کثرت کو نہین دیکھتا وہ دلون کو دیکھتا ہے خدا کے خاص بندون مین محبت الٰہی اور صدق و وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہی کہ اگر مین بیان کر سکتا تو بیان کرتا لیکن مین کیا بیان کرون جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہین کر سکا۔ خدا کے باوفا بندون کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر روح گرتی ہے کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہین کہ اس کیفیت کو دکھلا سکے +

اب بعد اسکے بقیہ ترجمہ کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہون۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ اگرچہ مین تجھے قتل سے بچاؤن گا

مگر تیری جماعت مین سے دو بکریان ذبح کی جائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنے بیگناہ اور معصوم ہونے کی حالت مین قتل کیجائینگی۔ یہ خدا تعالے کی کتابون مین محاورہ ہے کہ بیگناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہہ دیجاتی ہے اور کبھی گائیون سے بھی تشبیہ دیجاتی ہے سو خدا تعالے نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا کیونکہ بکری مین دو ہنر ہین وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اسکا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبد اللطیف اور انکے شاگرد عبد الرحمن کے بارے مین ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تیئیس برس بعد پوری ہوئی اب تک لاکھون کروڑون انسانون نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ مین پڑھا ہوگا اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی مین نے لکھا ہے بکری کی صفتون مین سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اسکا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے یہ دونون بکری کی صفتین مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئین۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقایق بیان کرکے مخالفون کو دودھ دیا گو بدقسمت مخالفون نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینکدیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا تا مخالف اس گوشت کو کھاوین اور اس خون کو پیوین یعنے محبت کے رنگ مین اور اسطرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاوین اور سوچ لین کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہین اور جس پر انکے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہون نے کی کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا۔ کیا ممکن ہے کہ جبتک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دیسکے۔ بیشک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبونکو اپنی طرف دعوت کرتا رہیگا جبتک کہ دنیا ختم ہو جاوے۔ غرض چونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کو ان دو صفتون کی وجہ سے بکری سے بہت مشابہت تھی اور میان عبد الرحمن بھی بکری سے مشابہت رکھتا تھا اسلئے انکو بکری کے نام سے یاد کیا گیا اور چونکہ خدا تعالے جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گذریگا اس لئے اس وحی کے مابعد آنیوالے فقرون مین تسلی اور عزا پرسی کے رنگ مین کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی مین لکھ چکا ہون جسکا یہ ترجمہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم مین سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائیگا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہین جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جو ان دو مظلومونکو شہید کرینگے ہم تجھکو ان پر قیامت مین گواہ لائینگے اور کہ کس گناہ سے انہون نے شہید کیا تھا اور خدا تیرا اجر دیگا اور تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کریگا۔ یعنے احمد کے نام کو جسکے یہ معنے ہین کہ خدا کی بہت تعریف کرنیوالا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جسپر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہین پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کریگا اسلئے تو سب سے زیادہ اسکا ثناخوان ہوگا۔ تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائیگا۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان شہیدون کے مارے جانیسے غم مت کرو۔ ان کی

شہادت مین حکمت الٰہی ہو اور بہت باتین ہین جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع مین آوین- حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا نہین ہوتا اور بہت امور ہین جو تم چاہتے ہو کہ وہ واقع نہ ہون حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہو اور خدا خوب جانتا ہو کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے- مگر تم نہین جانتے اس تمام وحی الٰہی مین یہ سمجھایا گیا ہو کہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بیرحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اسکے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہو (**وما رئینا ظلماً اغیظ من ھذا**) لیکن اس خون مین بہت برکات ہین کہ بعد مین ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا یہ خون کبھی ضائع نہین جائیگا- پہلے اس سے غریب عبدالرحمن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہین رہیگا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے- چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزارون پتھرون سے قتل کیا گیا تو انہین دنون مین سخت ہیضہ کابل مین پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اسکا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے مگر ابھی کیا ہے- یہ خون بڑی بیرحمی کے ساتھ کیا گیا ہو اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ مین نظیر نہین ملے گی- ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئین تباہ کر لیا- اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا- اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے*

ایک جدید کرامت مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی

جب مین نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤن جو ایک مخالف کیطرف سے فوجداری مین میرے پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کرون اور اسکو ساتھ لے جاؤن- تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا- مین نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا صرف دو چار دن ہین اگر مین اسی طرح درد گردہ مین مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہو تو یہ تالیف نہین ہو سکے گا- تب خدا تعالے نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی مین نے رات کے وقت مین جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گذر چکی تھی اپنے گھر کے لوگون سے کہا کہ اب مین دعا کرتا ہون تم آمین کہو- سو مین نے اسی دردناک حالت مین صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کے تصور سے دعا کی کہ یا الٰہی اس مرحوم کے لئے مین اسکو لکھنا چاہتا تھا تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا- **سلام قولاً من رب رحیم** - یعنے سلامتی اور عافیت ہے یہ خدائے رحیم کا کلام ہے- پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہو کہ ابھی صبح کے چھ نہین بجے تھے کہ مین بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا- **فالحمد للہ علےٰ ذالک***

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے

اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت مین ہین یہانتک کہ بعض کو اپنے وعدون پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے لیکن جب مین اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہون جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف مرحوم سے ظہور مین آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ مین قربان کر گئے اس خدا کا صریح یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت مین پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہون۔ اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہون جیسا کہ مین نے کشفی حالت مین واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ مین سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی* اور مین نے کہا کہ اس شاخ کو زمین مین دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو مین نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے انکے قائمقام پیدا کر دیگا۔ سو مین یقین رکھتا ہون کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ اگر مین ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کیلئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہون تو ساتھ ہی میرے دل مین خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس بات سے کسی کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ مین دیکھتا ہون کہ لنگر خانہ کے لئے جسقدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے ہان اس مد مین پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہین۔ اور اگر دلون مین غفلت کی وجہ سے کوئی سختی آ جائے تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوتی رہتی ہے اس لئے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد ان کی محبت اور صدق اور اخلاص مین ترقی کرتے جاتے ہین اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہین اور سچی اطاعت کے آثار ان سے ظاہر ہوتے ہین اور یہ ملک دوسرے ملکون سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے بایں ہمہ انصاف سے دور ہوگا اگر مین تمام دور کے مریدون کو ایسے ہی سمجھ لون کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہین رکھتے کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جس نے جان نثاری کا یہ نمونہ دکھایا وہ بھی تو دور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصون کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا۔ اسیطرح بعض دور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہین اور انکے صدق و وفا مین کبھی فتور نہ آیا۔ جیسا کہ اخویم سیٹھ عبد الرحمن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم کہنا پڑتا ہے کیونکہ پنجاب مین ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے جاتے ہین اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ مین داخل تو ہین مگر بوجہ اسکے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے ان کے دل ابھی دنیا کے گند سے صاف نہین ہین۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے

* اس سے پہلے ایک وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان مین ہی موجود تھے اور وہ یہ تھی قُتِلَ خَیْبَۃً وَزِیْدَ ہَیْبَۃً انگریزی ۹ فروری سنہ ۱۹۰۳ء مین اور الحکم ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء مین شائع ہو چکی ہے مولوی صاحب کے مارے جانے [illegible] یعنی ایسی حالت مین ان کو قتل کیا گیا کہ ان کی بات کو کسی نے نہ سُنا اور اُسکا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگون کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اسکا بڑا اثر دلون پر ہوا ۔ منہ

کیا تو آخرکار وہ گند سے صاف ہو جائینگے اور یا خدا تعالےٰ انکو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا۔ اور ایک مردار کی طرح مرینگے بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہی۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانیسے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگون کو اپنے دام مین لے لیتی ہی اور یہ اسی مین مرتے ہین۔ نادان کہتا ہی کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دین اور یہ غلطی انسان کو نہین چھوڑتی جبتک کہ اس کو بے ایمان کرکے ہلاک نکرے۔ اے نادان کون کہتا ہی کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑدے مگر دل کو دنیا اور دنیا کے فریبون سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے اور جس عیال کیلئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہی یہان تک کہ خدا کے فرایض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریون سے ایک شیطان بن جاتا ہے اس عیال کیلئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہی اسلئے کہ خدا تیری پناہ مین نہین کیونکہ تو پارسا نہین۔ خدا تیرے دل کی جڑھ کو دیکھ رہا ہے سو تو بیوقت مریگا اور عیال کو تباہی مین ڈالیگا لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اس کی خوش قسمتی سے اسکے زن و فرزند کو بھی حصّہ ملیگا اور اسکے مرنیکے بعد کبھی وہ تباہ نہین ہونگے جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہین وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہین تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہین اور دعائین کرتے رہتے ہین کہ خدا تعالےٰ انہین موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کرین مگر افسوس کہ بعض ایسے ہین کہ مین دیکھتا ہون کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہین اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہین آتا اس سے مین سمجھتا ہون کہ انکے دل مرگئے ہین اور انکے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ مین تو بہت دعا کرتا ہون کہ میری سب جماعت ان لوگون مین ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہین اور نماز پر قائم رہتے ہین اور رات کو اٹھکر زمین پر گرتے ہین اور روتے ہین اور خدا کے فرائض کو ضائع نہین کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہین ہین اور مین امید رکھتا ہون کہ یہ میری دعائین خدا تعالےٰ قبول کریگا اور مجھے دکھائیگا کہ اپنے پیچھے مین ایسے لوگون کو چھوڑتا ہون لیکن وہ لوگ جن کی آنکھین زنا کرتی ہین اور جنکے دل پاخانہ سے بدتر ہین اور جنکو مرنا ہرگز یاد نہین ہی مین اور میرا خدا اُن سے بیزار ہین۔ مین بہت خوش ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلین کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جسکے نمونہ سے لوگون کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقوے اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہون اور جنہون نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھرون مین جاکر ایسے مفاسد مین مشغول ہو جائین کہ صرف دنیا ہی دنیا انکے دلون مین ہوتی ہی نہ ان کی نظر پاک ہی نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ انکے ہاتھون سے کوئی نیکی ہوتی ہی اور نہ انکے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہین۔ اور وہ اس چوہے کی طرح ہین جو تاریکی مین ہی پرورش پاتا ہی اور اسی مین رہتا اور اسی مین مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ مین سے کاٹے گئے ہین وہ عبث کہتے ہین کہ ہم اس جماعت مین داخل ہین کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہین سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہین مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اسکی

ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولا اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہوئے مین اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہون جو ایسی جگہ سے الگ نہین ہوتا جہان مردار پھینکا جاتا ہے اور جہان سڑے گلے مردون کی لاشین ہوتی ہین کیا مین اس بات کا محتاج ہون کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہون اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دین اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کریگا جو صدق اور وفا مین ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہین کوئی نہین جو آسمانی کشش کو روک سکے بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہین شاید انکے دلون مین یہ بات پوشیدہ ہے کہ نبوتین اور رسالتین سب انسانی مکر ہین اور اتفاقی طور پر شہرتین اور قبولیتین ہو جاتی ہین اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہین اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہین جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہین سکتا لعنتی ہین ایسے دل اور ملعون ہین ایسی طبیعتین خدا انکو ذلت سے ماریگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہین۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہین وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہین اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے انکے حصہ مین کچھ نہین ؁

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگرخانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو مین نکلتا ہے جسکے لئے اکثر دوستون نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان مین کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہین اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولون سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہین اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت تیار ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات ان کے مان باپ بھی اس سلسلہ مین داخل ہو جاتے ہین لیکن ان دنون مین ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات مین پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہین مگر پھر بھی استادون کی تنخواہین ماہ بماہ ادا نہین ہو سکتین صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے علاوہ اسکے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتین ضروری ہین جو ابتک تیار نہین ہو سکین یہ غم علاوہ اور غمون کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت مین نے بہت سوچا کہ کیا کرون آخر یہ تدبیر خیال مین آئی کہ مین اس وقت اپنی جماعت کے مخلصون کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤن کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہون کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کرین تو چاہیئے کہ ہر ایک ان مین سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جسکے لئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضا و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکین انکے لئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کے لئے بھیجتے ہین اسکا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کیلئے نواب صاحب

موصوف کے نام بھیجدیں لنگرخانہ میں شامل کرکے ہرگز نہ بھیجیں بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے میں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردی کی طرح نہ پھینک دیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالے میرے دل میں ڈالتا ہے میں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اسکے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اکثر طالب علم نہ دین کیلئے بلکہ دنیا کے لئے پڑھتے ہیں اور انکے والدین کے خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہیں مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت میں ضرور اثر ہوتا ہے اگر بیس طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جسکی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہو جائے اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی میں خیال کرونگا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پالیا۔ آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت میں نہیں رہیگا بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والوں کی فیس سے بہت سی مدد ملجاویگی یا وہ کافی ہو جائے گی۔ پس اس وقت ضروری نہیں ہوگا کہ لنگرخانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دیجائیں سو اس وسعت کے حاصل ہونیکے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہو جائیگی اور لنگرخانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پالیگا۔ اور یہ مشکل طریق جس میں لنگرخانہ کو حرج پہنچیگا محض اس لئے میں نے اختیار کیا ہے کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر مدد کی ضرورت ہے شائد جدید چندہ میں وہ ضرورت پوری نہ ہو سکے لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہو جائے تو پھر اس قطع برید کی ضرورت نہیں اور میں نے یہ جو کہا کہ لنگرخانہ بھی ایک مدرسہ ہے یہ اسلئے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے جاتے ہیں جنکے لئے لنگرخانہ جاری ہے وہ میری تعلیم سنتے رہتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سنتے ہیں خدا تعالے انکو ہدایت دیگا اور ان کے دلونکو کھولدیگا۔ اب میں اسی قدر پر بس کرتا ہوں اور خدا تعالے سے چاہتا ہوں کہ جو مدعا میں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اسکے پورا کرنیکی توفیق دے اور ان کے مالوں میں برکت ڈالے اور اس کار خیر کے لئے انکے دلونکو کھولدے آمین۔ ثم آمین۔ والسلام علے من اتبع الہدےٰ +

۱۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء

بقیہ حالات حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم

میان احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں آج ۸۔ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو مع عیال خوست سے قادیان میں پہنچے انکا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جن میں وہ سنگسار کئے گئے تھے۔ بعد اسکے میں نے چند دوستوں کے ساتھ ملکر رات کے وقت ان کی نعش مبارک نکالی اور ہم پوشیدہ طور پر شہر میں لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اسکے ملازم کچھ مزاحمت کرینگے مگر شہر میں وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا میں گرفتار تھا اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان میں جنازہ لیگئے اور جنازہ پڑھکر وہان دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھروں میں سے نکالے گئے تو کستوری کی طرح ان کے بدن سے خوشبو آتی تھی اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے +

اس واقعہ سے پہلے کابل کے علماء امیر کے حکم سے مولوی صاحب کے ساتھ بحث کرنیکے لئے جمع ہوئے تھے مولوی صاحب نے ان کو فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں کیونکہ تم امیر سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ خدا تعالے سے ڈرنا چاہیئے مگر میرا ایک خدا ہے اس لئے میں امیر سے نہیں ڈرتا اور جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میرے ہاتھو کیا تم ہتکڑیوں کی برداشت کر لوگے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپکے منہ سے نکلی ہے۔ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ کیا بات ہے۔ تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے نصیحت کی کہ میں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو جس ایمان اور عقیدہ پر میں ہوں چاہیئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو اور گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے وقت کہا کہ میں اس مجمع کا نوشاہ ہوں۔ بحث کے وقت علماء نے پوچھا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونیکا دعوے کرتا ہے تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اسکے امور میں بہت غور کی ہے اسکی مانند زمین پر کوئی موجود نہیں اور بیشک اور بلا شبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کر رہا ہے۔ تب ملاؤں نے شور کر کے کہا کہ وہ کافر ہے اور تو بھی کافر ہے اور انکو امیر کیطرف سے بحالت نہ توبہ کرنے کے سنگسار کرنے کے لئے دھمکی دی گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب میں مرونگا۔ تب یہ آیت پڑھی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

یعنے اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اسکے جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے +

پھر جب ان کو سنگسار کرنے لگے تو یہ آیت پڑھی انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین یعنے اے میرے خدا تو دنیا اور آخرت مین میرا متولی ہے مجھے اسلام پر وفات دے اور اپنے نیک بندون کے ساتھ ملادے۔ پھر بعد اس کے پتھر چلائے گئے اور حضرت مرحوم کو شہید کیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور صبح ہوتے ہی کابل مین ہیضہ پھوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر حبیب اللہ خان کا جو اصل سبب اس خونریزی کا تھا اسکے گھر مین ہیضہ پھوٹا اور اس کی بیوی اور بچہ فوت ہوگیا اور چار سو کے قریب ہر روز آدمی مرتا تھا اور شہادت کی رات آسمان سرخ ہوگیا اور اس سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے اذہب الی فرعون انی معک اسمع واریٰ وانت محمد معنبر معطر اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ مین گرفتار ہو دنیا اسکو نہین جانتی یہ امر ہونیوالا ہے اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ مین اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کیلئے یہی چاہا ہے +

اور میان احمد نور کہتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف ڈیڑھ ماہ تک قید مین رہے اور پہلے ہم لکھ چکے کہ چار ماہ تک قید مین رہے یہ اختلاف روایت ہے اصل واقعہ مین سب متفق ہین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ +

حضرت عیسیٰ ؑ کی قبر

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بزرگان عیسویت کو یسوع کو خدا بنانیکا اس قدر جوش تھا کہ اس کی خدائی کی تائید کے لئے وہ جھوٹ اور افترا سے بھی پرہیز نہین کرتے تھے چنانچہ کئی جعلی تحریرین آج تک موجود ہین جن کو ان بزرگون نے مصنوعی طور پر بنایا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ مین بھی واعظان اناجیل نے اس پاک جعلسازی کو بالکل ترک نہین کیا۔ سرینگر مین حضرت مسیح کی قبر کے نکلنے سے یہ لوگ سخت گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور بعض نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اب بھی وہی قدیمی اور آزمودہ ہتھیار برتا جائے جسکو انکے بزرگون نے برتا تھا۔ چنانچہ بعض نے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی طرف رجوع کیا ہے اس امید پر کہ ایسا کرنے سے وہ قبر مسیح پر پردہ ڈالدینگے لاہور مین ایک پادری وائیٹ برکٹ صاحب ہین جو ریورنڈ یعنے مقدس کے خطاب سے ممتاز ہین انہون نے

میری چٹھی کا جو قبر مسیح کی نسبت مئی کے رسالہ مین چھپی تھی جواب دیتے ہوئے اپنے بزرگون کے قدم بہ قدم مارا ہر یہ صاحب ظاہر کرتے ہین کہ انہون نے ہی وہ گمنام چٹھی اخبار ایپی فینی مین چھپوائی تھی جسکا جواب بندہ آپکے مئی کے رسالہ مین دیچکا ہے اور اب وہ ایپی فینی مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء مین جواب الجواب شایع کرتے ہین اس جواب الجواب مین پادری صاحب کچھ غلط بیانیان کرتے ہین - اور عمداً عوام کو دھوکہ دینے کا ارتکاب کرتے ہین ان کی پہلی چٹھی کا عنوان یہ تھا۔ "قبر یوز آسف واقع سری نگر کی حقیقت جو روضہ صاحب کے نام سے مشہور ہے" لیکن ان کی دوسری چٹھی کا عنوان اس طرح پر ہے "سید نصیر الدین کی قبر واقع سرینگر" یہ نام کی تبدیلی وہ عوام کو دھوکہ دینے کی نیت سے کرتے ہین ان کی دھوکہ دہی مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے۔ پہلے وہ لکھتے ہین۔ "قبر پر جو لوگ موجود تھے وہ یوز آسف کے لفظ پر اڑتے تھے اور مختلف طرز سے اس لفظ کو بولتے تھے۔ گویا یہ لفظ ان کے لئے نیا تھا۔ مرزا صاحب کے مریدان لوگون کے پاس تھوڑا عرصہ ہوا کہ آئے تھے اور بے شک ان مریدون نے یہ نام لوگون کے دلون پر بٹھایا" پھر لکھتے ہین کہ "قبر کے متعلق جو نام پڑوسی بہت جلدی سے بیان کرتے تھے وہ سید نصیر الدین کا نام ہے اور اگرچہ مین ان کی شہادت کو بالکل یقینی خیال نہین کرتا پھر بھی میری رائے مین اغلباً اس مدفون ولی کا نام سید نصیر الدین ہے اور اسی نام کو مین اختیار کرتا ہون" یہان **مدفون ولی** سے مراد پادریصاحب کے نزدیک یوز آسف ہے اور وہ خیال کرتے ہین کہ یوز آسف نام غلط ہے یہ حضرت مرزا صاحب کے شاگردون نے لوگون کے دلون پر بٹھایا ہے۔ اصل نام اغلباً سید نصیر الدین ہے۔ اگر ہم فرض بھی کرلین کہ یوز آسف کا نام اہل سرینگر کو پہلے بالکل معلوم نہین تھا اور حضرت مرزا صاحب کے پیروؤن نے ان کو یہ نام سکھایا۔ پھر بھی پادری صاحب کو کوئی حق نہین پہنچتا کہ مدفون نبی کا نام سید نصیر الدین رکھین وہ دھوکہ دہی کی راہ سے لکھتے ہین کہ اس قبر کے متعلق پڑوسی سید نصیر الدین کا نام بڑی جلدی سے بیان کرتے تھے اس لئے اس شخص کا نام اغلباً سید نصیر الدین تھا نہ یوز آسف۔ پڑوسیون نے کبھی یہ نہین کہا کہ مدفون نبی کا نام سید نصیر الدین ہے۔ اس مقبرہ مین دو قبرین ہین ایک بڑی قبر اور ایک چھوٹی قبر۔ بڑی قبر نبی یوز آسف کی ہے اور چھوٹی قبر سید نصیر الدین کی بیان کی جاتی ہے اور مقدس دری صاحب صرف دھوکہ دہی کی راہ سے ان دو شخصون کے نامون مین تفرقہ نہین کرتے اور چھوٹی قبر والے کا نام بڑی قبر والے پر لگاتے ہین وہ خود اپنی پہلی چٹھی مین تحریر کرچکے ہین کہ "اس مقبرہ مین دو قبرین ہین ایک بڑی اور دوسری چھوٹی اور ایک بوڑھے شخص نے جو وہان کا متولی تھا بیان کیا کہ بڑی قبر نبی یوز آسف کی ہے اور چھوٹی قبر سید نصیر الدین کی جو اس جگہ کا ایک پیر تھا جسکو مرے ہوئے دو سو برس ہوئے" یہ پادری صاحب کا اپنا بیان ہے جو انہون نے پہلی چٹھی مین لکھا مگر دوسری چٹھی مین ان کو یہ پہلا بیان بھول گیا۔ اور اب لکھتے ہین کہ بڑی قبر والے کا نام سید نصیر الدین ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ پادری صاحب کو خوب معلوم تھا کہ سید نصیر الدین چھوٹی قبر میں مدفون ہے بڑی قبر والے کا نام سید نصیر الدین نہیں ہے۔ یہ عیسائی اخلاق کا نمونہ ہے۔ آپ ایک عیسائی پادری ہین جو ہندوستان مین سچائی۔ روشنی اور صلح کا پیغام لیکر تشریف لائے ہین اور اب اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے غلط بیانی سے کام لے رہے ہین۔ ایک دفعہ فرض کر کے کہ مدفون نبی کا نام نصیر الدین ہے آپ بار بار قبر کا ذکر کرتے ہوئے قبر کا نام **سید نصیر الدین کی قبر** رکھتے ہین تاکہ یہ نام لوگون کے خوب ذہن نشین ہو جائے اور لوگ سچ مچ سمجھ لین کہ بڑی قبر جو ہماری بحث کا مضمون ہے سید نصیر الدین کی قبر ہے۔ اسی نیت سے وہ اپنی دوسری چٹھی کا عنوان **سید نصیر الدین کی قبر** رکھتے اور چٹھی کے اندر جہان جہان قبر کا ذکر آتا ہے اسکو سید نصیر الدین کی قبر لکھتے ہین چنانچہ انکا یہ فقرہ دیکھو کیسی چالاکی سے لکھا گیا ہے "سید نصیر الدین کی قبر یوز آسف کی قبر کے نام سے عام طور پر مشہور نہین ہے"۔ کیسی دلیری سے وہ مدفون نبی کا نام **سید نصیر الدین** رکھتے ہین گویا اس مین کوئی شبہ نہین کہ فی الواقعہ **سید نصیر الدین** ہی مدفون نبی کا نام ہے ٭

پادری صاحب کی چٹھی مین ترک دیانت کا صرف ایک ہی نمونہ نہین۔ بلکہ ان کی چٹھی کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے دھوکہ دہی کی چال مین کوئی کمی نہین کی۔ صرف انہون نے لوگون کے دلون مین ہی بٹھانا نہین چاہا کہ جس شخص کے متعلق بحث ہے اسکا نام سید نصیر الدین ہے بلکہ انہون نے لوگون کو یہ بھی یقین دلانا چاہا ہے کہ اہل سری نگر کو یوز آسف کے نام کا پہلے کوئی علم نہین تھا حضرت مرزا صاحب کے شاگردون نے جا کر لوگونکو یہ نام سکھایا ہے کیا پادری صاحب نے اس الزام کے لگانے مین افترا سے کام نہین لیا۔ پادری صاحب کے ہاتھ مین ذرا بھی اس امر کا ثبوت نہین ہے کہ یوز آسف کا نام حضرت مرزا صاحب کے مریدون نے لوگون کے دلون مین بٹھایا پادری صاحب کو کس طرح علم ہو گیا کہ یہ نام ابتک اہل سرینگر کو معلوم نہین تھا جن لوگون نے پادری صاحب کو بتلایا کہ یہ نبی یوز آسف کی قبر ہے انہون نے انکو یہ نہین بتلایا کہ ہم نے یہ نام حضرت مرزا صاحب کے پیروؤن سے سیکھا پادری صاحب کا یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ یہ کہنا کہ اہل سرینگر یوز آسف کے لفظ کو صفائی سے ادا نہین کر سکتے اس بات کی دلیل نہین ہو سکتا کہ یہ نام انہون نے حضرت مسیح موعود کے تابعین سے سیکھا۔ چونکہ یوز آسف ایک غیر زبان کا لفظ ہے اس لئے ناخواندہ کشمیری اسکو مشکل سے ادا کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ عام طور پر **نبی صاحب** پر ہی اکتفا کرتے ہین۔ اگر پادری صاحب اس الزام کو دوسری چٹھی مین دوبارہ نہ بیان کرتے تو ان کا فعل قابل چشم پوشی ہوتا۔ مگر چونکہ پھر وہ دوبارہ اسکو اپنی دوسری چٹھی مین بیان کرتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے بدنیتی سے یہ الزام لگایا ہے۔ مین نے ان کی پہلی چٹھی کے جواب مین صاف طور پر ان پر ظاہر کیا تھا کہ

صرف عام لوگ ہی اس قبر کو نبی یوز آسف کی قبر نہین کہتے بلکہ کشمیر کی تاریخون مین بھی یہی نام یوز آسف درج ہے۔ چنانچہ مین نے الہلال کے عیسائی ایڈیٹر کا قول بھی نقل کیا تھا جس مین وہ قبول کرتا ہے کہ کشمیر کی تواریخ مین اس قبر والے کا نام یوز آسف لکھا ہے اور یہ ایک نبی تھا جو غیر ملک سے کشمیر مین آکر سرینگر کے محلہ خانیار مین مدفون ہوا اس سے پادری صاحب کا دعوے باطل ہو گیا تھا کہ یوز آسف اس قبر والے کا نام نہین یہ نام حضرت مرزا صاحب کے تابعین نے لوگون کو سکھایا ہے۔ اب چاہیئے تھا کہ پادری صاحب اپنے دعوے سے باز آتے بلکہ اپنی جھوٹی اور بے بنیاد بات سے شرمندگی اور خجالت مین غرق ہو جاتے مگر خلاف اسکے وہ میری اس چٹھی کو پڑھنے کے بعد بھی اپنے پہلے دعوے پر قائم ہین۔ باوجودیکہ انکو علم حاصل ہو بھی گیا کہ کشمیر کی تواریخ مین بھی محلہ خانیار کی قبر کا نام نبی یوز آسف کی قبر لکھا ہے پھر بھی وہ الزام لگانے سے باز نہ آئے اور یہی کہتے چلے گئے کہ یہ نام حضرت مسیح موعود کے حواریون نے لوگونکے دلون پر بٹھایا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے بدنیتی سے اور محض عوام کو دھوکہ دینے کی نیت سے یہ الزام لگایا ہے۔ پادری ہو کر ایسی حرکتون کا مرتکب ہونا قابل شرم بات ہے۔ یہ دکھلانے کے لئے کہ ہمیشہ سے یہ قبر یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے مین یہان کشمیر کی تاریخ مسمی بتاریخ اعظمی صفحہ ۸۲ کی عبارت اردو مین درج کرتا ہون جسکو لکھے قریباً ۲۰۰ برس ہوگئے

سید نصیر الدین کی قبر کے ساتھ ایک نبی کی قبر مشہور ہے۔ وہ ایک شاہزادہ تھا جو غیر ملک سے کشمیر مین آیا۔ وہ زہد۔ تقوے اور عبادت مین کامل تھا۔ خدا کیطرف سے نبی بنایا گیا اور اہل کشمیر کی دعوت مین مشغول ہوا اسکا نام یوز آسف تھا۔ بہت سے اہل کشف اور خصوصاً میرے مرشد نے شہادت دی ہے کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہوتے ہین۔" مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ سرینگر کی قبر ایک دراز زمانہ سے یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور یہ کہ ہم نے یہ نام لوگون کے دلون پر نہین بٹھایا اس بیان سے پادری صاحب کا یہ قول بھی رد ہوتا ہے کہ یوز آسف **شہزادہ** کے خطاب سے ہرگز مشہور نہین۔

ذیل مین مین اکمال الدین کا حوالہ پیش کرتا ہون جسکو لکھے ہزار برس کے قریب ہو گئے ہین صفحہ ۳۵۹

وسار فی بلاد و مدائن کثیرة حتی اتی ارضاً تسمے قشمیر فسار فیها واحیا منها و مکث حتی اتاه الاجل الے خلع الجسد وارتفع الے النور وقبل موته دعا تلمیذاً له اسمه یابد الذی کان یخدمه ویقوم علیه وکان رجلاً کاملاً فی الامور کلها فاوصی الیه فقال له قد دنا ارتفاعی عن الدنیا فاحفظوا بفرائضکم ولا تزیغوا عن الحق وخذوا بالنسک ثم امر یابد ان یبنی له مکانا وبسط هو رجلیه وصیار راسه الے الغرب ووجهه الے الشرق

ثم قضٰی نحبہ۔

ترجمہ۔ وہ (یوز آسف) بہت سے ملکون اور شہرون مین پھرتے ہوئے اس ملک مین آئے جسکا نام کشمیر ہے اس مین پھرتے رہے۔ وہان زندگی بسر کرتے رہے اور وہان ٹھہرے رہے۔ یہان تک کہ موت کا وقت آگیا اور انہون نے خاکی جسم کو چھوڑا اور نور کیطرف ان کا رفع ہوا اور اپنے مرنے سے پہلے انہون نے اپنے ایک شاگرد یابد نامی کو بلایا جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کی خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ اور کل امور مین کامل تھا۔ پس انہون نے اسکو وصیت کی اور فرمایا کہ میرا اس دنیا سے اٹھنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ سو تم اپنے فرائض اہتمام سے ادا کیا کرنا اور حق سے نہ مُڑنا اور عبادات کا پابند رہنا۔ پھر یابد کو حکم کیا کہ میرے لئے ایک مکان یعنے مقبرہ بنا اور اپنے پاؤن کو پھیلایا۔ سر مغرب کی طرف کیا اور منہ مشرق کیطرف اور اپنی جان دے دی +

اس بیان کی تصدیق ایک اور کتاب سے بھی ہوتی ہے۔ جوزف جیکبس اپنی کتاب برلام و جوسافٹ مین بڑی پرانی کتابون کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ وہ (یعنی جوسافٹ یا یوز آسف) آخر کار کشمیر مین جاتا ہے جہان وہ اپنا سر مغرب کی طرف کرتا ہے اور اپنی ٹانگین مشرق کیطرف اور مر جاتا ہے ؎

کتاب اکمال الدین کا مصنف ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ نبی جو غیر ملک سے آیا اور کشمیر مین وفات پائی حضرت مسیح علیہ السلام ہی تھے اور کوئی نہین تھا۔ کتاب اکمال الدین کے اصل الفاظ یہ ہین۔

حتی بلغ فضاءً واسعا فرفع راسہ فرای شجرۃ عظیمۃ علٰی عین ماء احسن مایکون من الشجر واکثرھا فرعا وغصنا واحلاھا ثمرا وقد اجتمع الیہ من الطیر مالا یُعدّ کثرۃ فسرّ بذلک المنظر و فرح بہ وتقدم الیہ حتی دنی منہ وجعل یعبّرہ ویفسرہ الشجرۃ بالبشری التی دعا الیہا وعین الماء بالحکمۃ والعلم والطیر بالناس الذین یجتمعون الیہ ویقبلون منہ الدین +

ترجمہ۔ یہانتک کہ وہ (حضرت یوز آسف) ایک وسیع میدان مین پہنچے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک بڑا درخت ایک چشمہ کے کنارہ پر کھڑا ہے نہایت ہی خوبصورت۔ بہت شاخون اور ٹہنیون والا۔ نہایت میٹھے پھل والا۔ اور اس پہ بے شمار پرند جمع ہین پس وہ اس نظارہ سے نہایت مسرور اور خوش ہوئے اور اس درخت کی طرف بڑھے یہانتک کہ اسکے پاس پہنچے اور درخت کی تعبیر اور تفسیر کرنے لگے۔ درخت کو انہون نے اس بشریٰ

سے مشابہت دی جس کی طرف وہ لوگوں کو بلایا کرتے تھے اور چشمہ آب کو علم اور حکمت سے مشابہت دی اور پرندوں کو ان لوگوں سے جو آپکے پاس جمع ہوتے اور آپ کا دین قبول کرتے ✦ مذکورہ بالا بیان میں لفظ بشریٰ قابل توجہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح ہی تھے۔ عبرانی میں انجیل کو بشوریٰ کہتے ہیں اور انگریزی میں گاسپل۔ اور تینوں لفظوں کے معنے ایک ہی ہیں یعنے خوشخبری۔ اصل عبرانی نام بشوریٰ ہے اور چونکہ عبرانی عربی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے بشوریٰ وہی لفظ ہے جسکو عربی میں بشریٰ کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام انجیل کیطرف لوگوں کو بلاتے تھے اور جو کتاب ان پر اتاری گئی تھی اس کا نام بشریٰ تھا جو انجیل کا عبرانی نام ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کا ہی دوسرا نام ہے اور دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں جس پر بشریٰ یعنی انجیل اتاری گئی تھی یہ کہنا صحیح نہیں کہ یوز آسف علیہ السلام کوئی حواریوں میں سے اور مسیح علیہ السلام کے شاگردوں میں سے ہونگے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے شاگردوں میں سے کسی کا لقب شہزادہ نبی نہیں تھا۔ مذکورہ بالا مثال میں جس طرح درخت اس رطوبت سے پر تھا جو اس کو چشمہ سے ملتی تھی اسی طرح حضرت یوز آسف علیہ السلام کی کتاب بشریٰ اس علم و حکمت سے پر تھی جو آپ کو خدا تعالےٰ کیطرف سے دیا گیا تھا اور جس طرح پرندوں کے گروہ کے گروہ اس درخت پر جمع ہو کر پھل کھاتے تھے اسی طرح لوگوں کے جوق کے جوق حضرت یوز آسف کے پاس جمع ہوتے اور آپ کی کتاب بشریٰ کی تعلیم پر عمل کر کے نجات کا پھل کھاتے ✦

کتاب اکمال الدین میں صرف یہی بیان نہیں کیا گیا کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام کی کتاب کا نام بشریٰ تھا بلکہ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوز آسف کی تعلیم حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق تھی چنانچہ قصہ یوز آسف میں بعض ایسی مثالیں درج ہیں جو انجیل کی مثالوں سے بالکل ملتی ہیں مثلاً کتاب اکمال الدین صفحہ ۳۲۷ میں مندرجہ ذیل مثال لکھی ہے:۔

ان الزارع خرج ببذرہ الطیب لیبذرہ فلما ملأ کفہ وقع بعضہ علی حافۃ الطریق فلم یلبث ان التقطہ الطیر ووقع بعضہ علی صفا وقد اصابہا نذی وطین فمکث حتی اھتز فلما صارت عروقہ الی یبس الصفات مات ویبس ووقع بعضہ بارض ذات شوک فنبتت حتی سنبل وکاد یثمر ثم غمرہ الشوک فابطلہ واما ما کان منہ فی الارض الطیبۃ وان کان قلیلاً فانہ سلم وطاب وزکا۔ فالزارع حامل الحکمۃ واما البذر فصوتہ الکلام واما ما وقع علی حافۃ الطریق فالتقطہ الطیر فما لا یجاوز السمع منہ حتی یمر صفحا واما ما وقع علی صخرۃ فیبس حین بلغت عروقۃ الصفا

فما استحلاہ صاحبہ حتی سمعہ بفراغ قلبہ ولم یفقہہ واما ما نبت منہ فکاد یثمر فغمرہ الشوک فاھلکہ فما دعاہ صاحبہ حتی اذا کان عند العمل بہ حفتہ الشہوات فاھلکتہ واما ما ذکی وطاب وسلم منہ وانتفع بہ فما راہ البصر ودعاہ الحفظ وانفذہ العزم بقمع الشہوات وتطہیر القلب من دنسہا +

خلاصہ اس مثال کا اس طرح ہے کہ جب کسان بیج بوتا ہے تو کچھ دانے راستہ پر گرتے ہین جنکو پرندے چگ جاتے ہین کچھ پتھریلی زمین مین گرتے ہین اور جب ان کی جڑین پتھر کی سطح تک پہنچتی ہین تو وہ سوکھ جاتے ہین ۔ بعض دانے کانٹون مین پڑتے ہین مگر جو دانے اچھی زمین مین پڑتے ہین وہ اُگتے ہین اور بڑھتے ہین اور پھل لاتے ہین ۔ کسان سے مراد حکیم ہے اور بیج سے مراد اسکے **کلمات حکمت** ۔ جو دانے راستے پر گرتے ہین ان کی مثال ان حکمت کی باتون کی طرح ہے جو ایک کان مین آتی ہین اور دوسرے سے نکل جاتی ہین جو دانے پتھریلی زمین مین گرتے ہین وہ وہ حکمت کی باتین ہین جو دل مین نہین بیٹھتین ۔ جو دانے کانٹون مین گرتے ہین ان سے مراد وہ کلمات حکمت ہین جن پر عمل کرنے سے انسان کو اس کے شہوات روکتے ہین ۔ جو دانے اچھی زمین مین گرتے ہین ان کی مثال ان **حکمت کے کلمون** کیطرح ہے جو دل مین جڑ پکڑتے ہین اور اپنا پھل لاتے ہین اور انسان ان پر عمل کرنے سے نیک چلن انسان بنتا ہے +

یہ مثال اس **کسان کی مثال** کے مطابق ہے جسکا ذکر متی باب ۱۳ آیت ۳ ۔ مرقس ۴ لوقا ۸ مین ہے ۔

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہین کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام اپنی کتاب کا نام جوان پر اُتاری گئی بشری رکھتے ہین جو انجیل کا عبرانی نام ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہین کہ ان کے قصہ مین ایسی تعلیم اور مثالین درج ہین جو انجیلی تعلیم اور مثالونکے بالکل مطابق ہین ۔ اس سے یقینی طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت یوز آسف اور حضرت یسوع مسیح دراصل ایک ہی ہین ۔

پادری وائیٹ برکٹ کہتا ہے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہین کہ **یوز آسف** اور **جوزافٹ** ایک ہی شخص ہے جسکا قصہ یورپ کی کل زبانون مین موجود ہے اور جس کے نام پر شہر پلیرمو مین گرجا بھی بنا ہوا ہے تعجب ہے کہ پادری صاحب اس قدر علم وفضل کے دعوے کے ساتھ ایسی بیہودہ بات اپنے منہ سے نکالین ۔ کیا پادری صاحب کو معلوم نہین کہ جو قصہ **جوزافٹ** کے نام پر یورپ مین شائع ہے وہی قصہ ایشیا کی زبانون مین یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ ایشیا ہی سے یہ قصہ مغرب مین گیا ہے اس سے زیادہ کونسا ثبوت پادری صاحب اس امر کے لئے مانگتے ہین کہ یوز آسف ہی ہے جو یورپ مین **جوزافٹ** کے نام سے مشہور ہے اگر پادری صاحب یہ معلوم کرنا چاہین کہ یوز آسف کس طرح **جوزافٹ** ہو گیا تو وہ **جوزیف جیکبس**

کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیں۔ جوزیف جیکبس اپنی تصنیف قصہ جوزافٹ میں لکھتے ہیں کہ "جوزافٹ رومی طریق تحریر ہے اصل میں یوزآفٹ تھا۔ یونانی طرز تحریر جوآسف ہے بائیبل میں ایک نام جے ہوسافٹ ہے چونکہ یہ نام جوآسف سے کچھ مشابہ تھا اس لئے جوآسف اور جے ہوسافٹ کی گڑبڑ سے جوزافٹ کا نام پیدا ہوگیا۔ یونانی نام عربی سے لیا گیا ہے .... یعنے جوآسف اختصار ہے یوزآسف کا"

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ جوزافٹ اور بودی ستوا ایک ہی ہیں اور بودی ستوا۔ گوتما بدھ کا ایک خطاب ہے۔ اور اگر ہم مان لیں کہ یوزآسف اور جوزافٹ ایک ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوزآسف اور بودی ستوا ایک ہیں۔ یعنے یوزآسف بھی گوتم بدھ کا ایک نام ہے" یہ امر ہم خوب جانتے ہیں کہ یورپ کے بعض مصنفوں نے جوزافٹ اور گوتم بدھ کو ایک ہی شخص ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اگر یوزآسف کی قبر نہ نکل آتی تو ممکن تھا کہ یہ رائے صحیح تسلیم کیجاتی۔ مگر اب جبکہ جوزافٹ یعنے یوزآسف کی قبر بھی نکل آئی ہے تو اب اس رائے پر قایم رہنا محض حماقت ہے کہ جوزافٹ یعنے یوزآسف اور گوتم بدھ دراصل ایک ہی ہیں۔ میکسمولر اور دوسرے مصنفین جو سب سے پہلے اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جوزآفٹ اور بودی ستوا یعنے گوتم بدھ دراصل ایک ہی ہیں ان کو علم نہیں تھا کہ جوزافٹ کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ گوتم بدھ کی تربت ایک اور جگہ سے نکلی ہے اور کوئی سمجھدار خیال نہیں کرے گا کہ جو شخص محلہ خانیار میں مدفون ہے وہ گوتم بدھ ہے۔ اس امر میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ یوزآسف یا جوزافٹ کی ہی قبر ہے۔ لوگ بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ یہ نبی یوزآسف کی قبر ہے تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یوزآسف سرینگر میں مدفون ہے اور یہ شخص غیر ملک کا باشندہ تھا۔ اور ایک شہزادہ تھا۔ ہزار سال سے زیادہ لکھے ہوئے نوشتے بھی یہی گواہی دیتے ہیں۔ ان امور کے مقابل میں یہ کہنا محض بیہودہ ہے کہ یوزآسف اور گوتم بدھ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جن صاحبوں نے پہلے یہ رائے قائم کی ان کو ان امور کا علم نہیں تھا ورنہ وہ یہ رائے ہرگز ظاہر نہ کرتے۔

اگر یوزآسف کے قصے کے بعض واقعات گوتم کے حالات سے ملتے ہوں تو اس سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ ممکن ہے کہ جس طرح گوتم کو بدھ (یعنے حکیم) کا خطاب دیا گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی یہی خطاب دیا گیا ہو۔ بدھ صرف گوتم کا ہی نام نہیں گوتم سے پہلے بھی اور پیچھے بھی کئی بدھ ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح کے ہند میں آنے پر ممکن ہے کہ اہل ہند نے انکو بھی بدھ کا خطاب دیا ہو

اور اس طرح گوتم کی طرح حضرت مسیح بھی بدھ کے نام سے مشہور ہو گئے ہوں اور اس طرح یوز آسف کا قصہ لکھنے والوں کو مغالطہ ہو گیا ہو اور انہوں نے گوتم بدھ کے حالات مسیح بدھ کے حالات میں درج کر دئے ہوں پس صرف بعض حالات کی مشابہت سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ گوتم اور یوز آسف دونوں ایک ہی آدمی کے نام ہیں یوز آسف کے نام کو **بودی ستوا** سے جو گوتم کا ایک خطاب ہے کوئی مشابہت نہیں - اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا - کہ **بودی ستوا** بگڑ کر یوز آسف ہو گیا اگر ناموں کی مشابہت کی بنا پر فیصلہ کیا جاوے تو فیصلہ حضرت مسیح کے حق میں ہوتا ہے - یوز آسف صریحاً ایک مرکب لفظ ہے جسکے اجزاء **یوز** اور **آسف** ہیں +

یوز یسوع کا بگڑا ہوا ہے **س ز** سے تبدیل ہو گیا اور آسف عبرانی لفظ ہے اور حضرت مسیح کے اسماء میں داخل ہے اور اسکے معنے عبرانی میں اکٹھا کرنے والا ہیں - پس یوز آسف **یسوع آسف** کا بگڑا ہوا ہے اور حضرت مسیح کا یہ نام اختیار کرنا قرین قیاس بھی ہے - کیونکہ ہندوستان میں آپ بنی اسرائیل کے گم شدہ فرقوں کی تلاش میں آئے تھے اور انکا یہ نام نہایت ہی موزوں تھا - کیونکہ اسکے معنے ہیں یسوع اکٹھا کرنے والا گم شدہ بھیڑوں کا اور یہ نام ان کی حالت کے نہایت مناسب تھا - اب میں پادری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کونسی بات قرین قیاس ہے یہ ماننا کہ یوز آسف **یسوع آسف** کا بگڑا ہوا ہے یا یہ کہ اسکی اصل **بودی ستوا** ہے اگر مشابہت اسماء پر فیصلہ کیا جاوے تو یہ فیصلہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ہوتا ہے نہ گوتم بدھ کے حق میں -

علاوہ ازیں ہم جانتے ہیں کہ گوتم اور جگہ مدفون ہے مگر حضرت مسیح کی نسبت ثابت ہے کہ وہ قبر میں سے نکل آئے - لمبا سفر کیا - اپنے حواریوں سے ملاقاتیں کیں - شہد اور مچھلی کھائی اور اپنے ایک حواری کی انگلی بھی اپنے زخموں میں ڈلوا کر اپنے خاکی جسم اور زندگی کا ثبوت دیا - یہ امور بھی اسی کے مؤید ہیں کہ یوز آسف یسوع آسف ہی ہے گوتم بدھ نہیں ہے کیونکہ ایک کا قبر سے نکلنا اور زندہ پھرنا ثابت ہے دوسرے کا خاک میں ملجانا ثابت ہے - پھر لوگوں کی زبانی شہادت اور تاریخ کی گواہی کہ یوز آسف شہزادہ ایک غیر ملک کا نبی تھا جو کشمیر میں آکر فوت ہوا - یہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یوز آسف سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہیں - پھر ایک اور مؤید قرینہ یہ ہے کہ افغان اور کشمیری گم شدہ بنی اسرائیل کی نسل تسلیم کئے گئے ہیں اور حضرت مسیح کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی قوم کے اس بڑے حصے کو بھی تبلیغ کرتے - کوئی وجہ نہیں کہ وہ شام کی دو قوموں کو وعظ کرتے اور باقی دس قوموں کو بالکل محروم کرتے حالانکہ وہ کل بنی اسرائیل کے لئے نبی ہو کر آئے تھے - اس سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ یوز آسف یسوع آسف ہی ہے یعنے گم شدہ قوموں کا

تلاش کرنیوالا۔ غرض ہر طرف سے اسی امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یوز آسف حضرت مسیح ہی ہے گو تم بدھ نہیں ہو
پادری وائیٹ بریکٹ صاحب **اپی فینی** مین لکھتے ہین کہ حضرت مسیح کا صلیب پر مرنا ایک ثابت
شدہ تاریخی واقعہ ہے اور **ریویو آف ریلیجنز** مین جو بے سروپا باتین لکھی گئی ہین وہ ایسی بالبداہت لغو ہین
کہ ان کی بحث کرنا گویا مخاطبین کی عقل کی ہتک کرنا ہے ایک پادری کو عقل کا حوالہ دیتے ہوئے سننا ایک حیرت انگیز
بات ہو۔ مین پادری صاحب سے پوچھتا ہون کہ کیا یہ ماننا انسانی عقل کی ہتک نہین ہو کہ غیر محدود خدا سکڑ کر ایک
بچہ بنا اور کسی نہ کسی طرح مریم صدیقہ کے رحم مین داخل ہوا۔ پھر کیا یہ اعتقاد رکھنا انسانی عقل کی ہتک نہین کہ وہ بچہ
جو بیت اللحم کی کھرلی مین پوتڑون مین لپٹا ہوا پڑا تھا وہ ذوالجلال خدا تھا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا
پھر مین پادری صاحب سے پوچھتا ہون کہ کیا یہ اعتقاد رکھنا عقل انسانی کی ہتک نہین کہ وہ غریب انسان جسکو یہودیون
نے پکڑا اور پیٹا اور پھانسی دیا وہ قادر مطلق خدا تھا جس نے ہر ایک چیز کو زندگی کا لباس پہنایا۔ دراصل بات یہ ہے
کہ پادری صاحب ان دلائل کا جواب نہین دے سکے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہین مرے
اور اتنا کہہ کر اپنے آپ کو خوش کر لیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا ایک ثابت شدہ تاریخی واقعہ ہو اور وہ تمام
بے سروپا باتین ہین جو ریویو آف ریلیجنز مین لکھی گئی ہین + تمام واقعات جو اناجیل مین لکھے گئے ہین ثابت کرتے
ہین کہ حضرت مسیح صلیب پر نہین مرے۔ حضرت مسیح کا اپنے واقعہ کو یونس نبی کے واقعہ سے مشابہ بیان کرنا جو
مچھلی کے پیٹ مین زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ فرشتے کا پلاطوس کی بیوی کے پاس آنا۔ حضرت مسیح
کا ساری رات دعا کرنا۔ انکا دو تین گھنٹہ کے بعد صلیب سے اتارا جانا۔ ہڈیون کا نہ توڑنا۔ برچھی کے چبھونے پر خون
کا نکلنا۔ ان کا قبر سے نکلنا اور جلیل کیطرف سفر کرنا اور کھانا کھانا اور اپنے زخمون مین انگلیان ڈلوانا تمام
یہ امور گواہی دے رہے ہین کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اتر آئے مگر پادری صاحب پھر بھی کہے چلے جاتے ہین
کہ حضرت مسیح کا صلیب پر مرنا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ آفرین پادری صاحب کی عقل و دانش پر۔ ایک بڑا قطعی اور
یقینی ثبوت حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کا **مرہم عیسے یا مرہم حواریین** ہو جسکا ذکر صدہا طب کی کتابون مین ہے
کہ یہ مرہم حضرت عیسے کے زخمون پر حواریون نے لگائی تھی۔ مگر پادری صاحب اسکا بھی انکار کرتے ہین اور نہین
بتلاتے کہ کس دلیل پر وہ اس شہادت کو رد کرتے ہین۔ گویا پادری صاحب کا زبان مبارک سے فرمادینا ہی ایک
امر کی تصدیق یا تکذیب کے لئے کافی ہے پادری صاحب فرماتے ہین کہ مرہم عیسے کو حضرت مرزا صاحب کا ایک
مرید لاہور مین فروخت کیا کرتا ہے اور میگزین مین اس مرہم کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ اچھا کیا پھر اس سے
ثابت ہوگیا کہ یہ مرہم حضرت عیسے کے زخمون پر نہین لگائی گئی۔ پادری صاحب مرہم عیسے کے بارے مین بھی یہی کیون نہین کہدیتے

کہ علم طب کے عالمون کو اس مرہم کا نام معلوم نہین تھا۔ مرزا صاحب کے شاگردون نے انکو یہ نام سکھایا ہی اور ان کے دل پر بٹھایا ہے۔ جیساکہ پادری صاحب یوز آسف کے نام کی نسبت فرماتے ہین کہ مرزا صاحب کے حواریون نے اہل کشمیر کو یہ نام سکھایا اور ذہن نشین کیا ہے۔ اب مین پادری صاحب کو الوداع کہتا ہون +

آپ کا خادم **شیر علی** ۶۔ ستمبر ۱۹۰۳ء

انگریزی اخبارات اور حضرت مسیح موعود

اخبار گلاسگو ہیرلڈ مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء لکھتا ہی:۔ "پچھلے چند ہفتون مین ایک اشتہار بعنوان "ویگٹ و ڈوئی کے متعلق مسیح موعود کی پیشگوئیان" ممالک یورپ و امریکہ مین مشتہری کیغرض سے قادیان ملک پنجاب سے شایع ہوا ہے۔ یہ ایک عجیب قابل ذکر تحریر جو چھ صفحہ حجم کا پرچہ ہے زبان انگریزی مین بمقام لاہور چھپی ہے۔ لیکن مسیح موعود ایشیا کا رہنے والا ہے کیونکہ اس پرچہ مین مترجم کا نوٹ درج ہے اور پیشگوئی کے نیچے مرزا غلام احمدؐ صاحب کے دستخط ثبت ہین۔

"**عیسائی مذہب کی غلطی**:۔ یہ امر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس اشتہار کے مضمون کو خلاصتہً بغیر کسی قسم کی رائے زنی کے لکھا جاوے۔ دعوے پیش کردہ مین کسی قسم کے شک کی گنجایش نہین۔ مرزا غلام احمدؑ صاحب بڑی صفائی اور تفصیل سے ظاہر کرتے ہین کہ مین وہی مسیح موعود ہون جس نے آخری زمانہ مین آنا تھا۔ لیکن مسیح کے متعلق عام پرانے خیال کے عیسائیون کے خیال سے ان کا خیال مختلف ہی۔ وہ کہتے ہین کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ انسان خدا بن جائے۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شدید اور گہرا تعلق پیدا کرے اور اس طرح سے خدائے تعالےٰ کا مظہر ہو جاوے۔ بعض اوقات ایسے انسان سے صفات الٰہی ظاہر ہو جاتے ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ کی صورت کا عکس اسکے شیشۂ دل پر پڑتا ہے اور ساتھ ہی اس سے انسانی صفات بھی.... ظہور مین آتی ہین۔ کیونکہ فطرتاً وہ ایک بشر ہوتا ہے یہی باعث ہی کہ جن لوگونکو روحانیت مین کم دخل ہی وہ ایسے انسان کے بارہ مین دھوکہ کھا جاتے ہین کیونکہ ان کی ایک جانب نظر ہوتی ہی اور دوسری طرف سے بالکل اندھے ہوتے ہین ایک انسان مین صفات الٰہی کا انعکاس پاکر اس ظل کو اصل خیال کرنے لگ جاتے ہین اور ایسے شخص کو واقعی خدا تعالےٰ سمجھتے ہین لیکن عیسائیون کا وہ فرقہ جنہون نے حضرت مسیح کو خدا بنایا ہی جس غلطی مین وہ پڑے ہوئے ہین اور جو دھوکا انکو لگا ہے وہ دیگر تمام مشرک قومون کی غلطی اور دھوکہ سے بدرجہا بڑھ کر ہے"

مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک جو بات عیسائی مذہب کے متعلق بہت مایوسی پیدا کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ جب عیسے کی خدائی کا جھوٹا عقیدہ موجودہ ترقی یافتہ زمانہ کی طبائع کے نزدیک قبول کرنے کے قابل نہ رہا تو ایک جھوٹے خیال کو قائم رکھنے کے لئے نئے نئے بیہودہ طریق پیش کئے جاتے ہیں اور ایک جھوٹے عقیدہ کو بحال رکھنے کے لئے نئے جھوٹے دعوے تراشے گئے ہیں۔

ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگٹ:۔ مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک سخت قابل نفرت اور نہایت بیہودہ دعاوی وہ ہیں جو ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگٹ نے کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ یورپ میں مسٹر پگٹ مسیحیت و خدائی کا دعوے کرتا ہے اور اپنے آپ کو زمین و آسمان کا مالک قرار دیتا ہے۔

اور مغربی کرہ میں بمقام شکاگو ڈاکٹر ڈوئی کھڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں الیاس ہوں جس نے یسوع مسیح سے پہلے آنا تھا۔ اور ۲۵ سال آئندہ کے اندر یسوع مسیح کی آمد کی پیشگوئی کرتا ہے۔ اس کام کے اختیار کرنے میں ان دو جھوٹے دعوے کرنے والوں نے جو دلیری کی ہے اس میں ایک خفیف سا فرق ہے۔ سکاٹ لینڈ کا مفتری یعنے ڈوئی کمزور دل معلوم ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ اسکا یہ دعوے ہے کہ وہ بحیثیت ایک نوکر کے اپنے مالک (مسیح) کے واسطے راستہ تیار کرنے آیا ہے لیکن الیاس ہونے کا دعوے کرنے میں بھی وہ بزدلی دکھلاتا ہے مسٹر پگٹ ڈوئی سے زیادہ دلیر ہے یعنی جھوٹا دعوے کرنے میں اس نے زیادہ دلیری اور جرأت دکھلائی ہے اور کہتا ہے کہ میں وہی مسیح ہوں جو پہلے آیا تھا۔ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ خود خدا ہونیکا دعویدار ہے یہ تمام اس کی لغویات اور کفر کی باتیں ہیں۔

صدہا نشانات آسمانی:۔ مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس لئے کہ زمین بدکاریوں اور جھوٹے عقیدوں اور جھوٹے دعووں سے آلودہ ہو گئی تھی سچا مسیح سرزمین پنجاب میں نازل کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ خدائی کا دعوے نہیں کرتا۔ لیکن اس کا مسیحیت کا دعوے بھی اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ میری تائید میں جو سینکڑوں نشانات آسمانی ظاہر ہوئے ہیں انکے ذریعہ سے اللہ تعالے نے میری صداقت کی شہادت دی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے جو برکات و فضل مجھ پر نازل کئے ہیں وہ ان فضلوں سے بدرجہا بڑھکر ہیں جو اس مسیح پر نازل ہوئے تھے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے وجود کے شیشہ میں اللہ تعالے کے چہرہ کا عکس اس پہلے یسوع کی نسبت بہت زیادہ پڑا ہے۔ اگر یہ تمام میری اپنی ہی لاف و گزاف ہے جس کی اور کوئی سند نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر اللہ تعالے میری صداقت کی شہادت دیتا ہے تو کوئی نہیں جو مجھے جھٹلا سکے۔

"دعوت مقابلہ :- خصوصاً ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگیٹ کی قسمت کا فیصلہ مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان ہوگا - مترجم کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستمبر سال گذشتہ مین بذریعہ ایک ماہواری رسالہ اسمی ریویو آف ریلیجنز قادیان کے مسیح موعود کی جانب سے ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت مقابلہ کیگئی تھی - کیونکہ ڈاکٹر ڈوئی نے پیش گوئی کی تھی کہ تمام مسلمان ہلاک ہوجاوینگے اس لئے کہ وہ یسوع مسیح کو خدا اور ڈوئی کو الیاس نہین مانتے اس تحریک سے جو دعوت مقابلہ کی گئی اسکے الفاظ یہ ہین -

"اس امر کا فیصلہ کہ مسلمانون کا خدا سچا خدا ہے یا ڈوئی کا خدا سچا ہے ان لاکھون جانون کو ضایع کرنیکے بغیر بھی ہو سکتا ہے جنکے ضایع ہونے کی ڈوئی پیش گوئی کرتا ہے وہ طریق فیصلہ یہ ہے کہ عام مسلمانون کو تباہی کی دھمکی دینے کی بجائے اسکو چاہیئے کہ وہ صرف مجھے حریف مقابل منتخب کرے اور اللہ تعالے سے دعا کرے کہ جو ہم دونون مین سے جھوٹا ہے وہ پہلے ہلاک ہوجاوے - اس تجویز کے قرار دینے مین مین نے خود بخود ابتدا نہین کی بلکہ ڈوئی کی جرأت کے سبب سے اللہ تعالے کی غیرت نے چاہا ہے کہ ایسا ہی ہو"

"ایک پیشگوئی :- اس دعوت مقابلہ کا بظاہر کوئی نوٹس نہین لیا گیا - لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دعوت مقابلہ خالی از نتیجہ بھی نہین رہی - کیونکہ ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے فرقہ کے پرچہ نامی "لیوز آف ہیلنگ" کی گذشتہ اشاعت مین عیسائیون کو تثلیث کے عقیدہ کا الزام دیا ہے اور یہودیون اور مسلمانون کے ساتھ جو توحید الٰہی پر ایمان رکھتے ہین - ہمدردی کی ہے - مرزا غلام احمد صاحب اپنی پیشگوئی مورخہ ۲۳ - اگست گذشتہ مین ظاہر کرتے ہین کہ وہ اپنی دعوت مقابلہ کے جواب کا سات ماہ آیندہ تک انتظار کرینگے - اگر اس عرصہ مین ڈاکٹر ڈوئی نے اس مقابلہ کو منظور کر لیا اور اس کی شرایط کو پورا کیا تو تمام دنیا اس مقابلہ کا انجام دیکھ لے گی - میری عمر ستر سال کے قریب ہے حالانکہ ڈاکٹر ڈوئی صرف ۵۵ سال کی عمر کا ہے - لیکن چونکہ اس امر کا انفصال عمر پر نہین ہے - اسواسطے مین ان عمر کے سالون کی تفاوت کی کچھ پرواہ نہین کرتا - مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہین کہ اگر اب بھی ڈوئی مقابلہ سے انکار کرے گا تو امریکہ کے پیغمبر کے دعاوی جھوٹ اور افترا ثابت ہوجاوینگے مسٹر پگیٹ کے بارہ مین مسیح موعود کی پیشگوئی ہے کہ وہ خدائی کا متکبر مدعی میری عین حیات مین تباہ ہوجاوے گا -

"ایک دلیری کا دعوے :- شاید اس امر کا لکھنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مترجم اپنے نوٹ کے آخری فقرہ مین ماہ گذشتہ کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایک آرٹیکل کیطرف توجہ دلاتا ہے جس مین درج ہے کہ یسوع صلیب پر نہین مرا بلکہ وہان سے اپنی جان بچا کر بھاگ آیا تھا اور بعد ازان بمقام سرینگر ملک کشمیر

وفات پائی جہان محلہ خانیار مین اب تک اس کی قبر موجود ہے"+

اخبار چرچ فیملی مورخہ ۲۸ - اگست سنہ ۱۹۰۳ء لکھتا ہے ""یہ کوئی تعجب و حیرانگی کی بات نہین ہے کہ بائیبل کی اعلےٰ تنقید جو بائیبل کی عمارت کو گرا رہی ہے - عیسائیت کے برخلاف اپنے دلائل استعمال کرنے مین اہل اسلام وغیرہ کو ایک حربہ کا کام دے رہی ہے - وہ کہتے ہین کہ ان عیسائیون کو جو پادریون کو اس غرض سے باہر بھیجتے ہین کہ وہ ہم کو عیسائی بنائین خود اپنی بائیبل پر ہی ایمان نہین ہے وہ یہ بھی کہتے ہین کہ ان کے سرکردہ آدمیون نے بائیبل کو جھوٹا ثابت کیا ہے - انکو معجزات مندرجہ بائیبل و الوہیت یسوع مسیح اور اسکے دوبارہ جی اٹھنے وغیرہ سے بالکل انکار ہے - یہ ظاہر ہے کہ اس مشنری کام کو ان زیادہ مہذب و زیادہ تعلیم یافتہ قومونین ضرور سخت صدمہ پہونچیگا - جہان غیر عیسائی معلم اور واعظ ظاہر کرسکتے ہین کہ خود ہمارے دار العلومون مین ایسے پروفیسر موجود ہین جن کی زندگی کا بڑا بھاری مقصد یہ ہو کہ وہ بائیبل کو پر از اغلاط ثابت کرین - تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ کلکتہ مین مشنریون کی کانفرنس قائم ہوئی تھی اور اس مین اعلےٰ تنقید بائیبل کے مضمون پر بحث ہوئی تھی اس کانفرنس کی رپورٹ کو اہل اسلام کے مناظر مرزا غلام احمد صاحب نے غور سے ملاحظہ کیا ہے اور اپنے میگزین یعنی ریویو آف ریلیجنز مین ایک آرٹیکل لکھا ہے جس مین وہ بائیبل کی تنقید کے ان نتائج کو جو اعلےٰ محققین نے مانے ہین نقل کرتے ہین اور ان مہلک نکتہ چینیون کو بائیبل و عیسائیت کی تردید مین اپنا ہاتھ بٹانے والا اقرار دیتے ہین اور مشنریون کو الزام دیتے ہین کہ جو امر غلط ثابت ہو چکا ہے وہ اسی کی تعلیم دیتے ہین اور قرآن مجید کو ہی روئے زمین پر ایسی کتاب قرار دیتے ہین جسکا دعوےٰ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا سچا کلام اور تحریف سے مبرّا ہے وہ یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ اعلےٰ تنقید کی سچائی اور بائیبل کی غلطیوں کو تسلیم کرلینے کے بعد یہ بالکل مشکل نظر آتا ہے کہ عیسائی مذہب کسی طرح سے ایک لحہ کے لئے بھی پا بجا رہ سکے - بلکہ اس کی ساری عمارت سے گر جاتی ہے +

"مرزا صاحب اپنے بیان کے ثبوت مین انسکلوپیڈیا ببلیکا کو پیش کرتے ہین اور اس آرٹیکل کا حوالہ دیتے ہین جو تفسیر انجیل کے پروفیسر پال ڈبلیو شمیڈل نے انجیلون پر لکھا ہے کیونکہ سوئٹزرلینڈ اور انگلینڈ مین ایسے آدمی موجود ہین جو ایسی حیثیت و ذرائع آمدنی کے رکھتے ہین جو انکو صرف اس صورت مین حاصل ہوسکتے تھے جبکہ وہ اس بات پر ایمان لاتے جسکو اب وہ جھوٹا ثابت کر رہے ہین - ہمارے یہان تفسیر انجیل کا ایک پروفیسر ہے اسکو انجیلون مین کوئی ایسی بات کم ہی ملی ہو جو قابل اعتبار خیال کی جاسکے - وہ سخت نکتہ چینی کے چند کالم لکھنے کے بعد کہتا ہو کہ سابقہ فصلون کے معائنہ سے بعض اوقات یہ شک ہوتا ہو گا کہ شاید انجیلون مین

کوئی بات بھی قابل اعتبار نہین پائی جاتی۔ پھر اسکے بعد وہ لکھتا ہے کہ ہان چند فقرے قابل اعتبار ہین چنانچہ
وہ صرف پانچ ایسے فقرات کا ذکر کرتا ہے جن پر وہ چار اور ایزاد کرتا ہے۔ بیشک پروفیسر مذکور کے
خیال کے مطابق مسیح کا کوئی معجزہ بھی سچا نہین ہے۔ اسکا قول ہے کہ پانچہزار اور چار ہزار کو کھانا کھلانا۔ مُردونکو
زندہ کرنا۔ کوڑھیون کا اچھا کرنا۔ لنگڑون کا چلنا اور اندھون کا دیکھنا یہ تمام ہرگز تاریخی واقعات نہین ہین
یہ حالات جسمانی نہین بلکہ روحانی مُردون اندھون لنگڑون وغیرہ کے متعلق ہین اسی قسم کی اور بہت ساری
باتین ڈاکٹر کین کی انسکلوپیڈیا ببلیکا مین پائی جاتی ہین اور مرزا صاحب کا اسکے ساتھ بالکل اتفاق رائے
ہے وہ اسکو اپنے مدعا کی تائید مین پیش کرتے ہین اور بائیبل کے ان پروفیسرون کی شہادت کو خوشی سے
قبول کرتے ہین جو بحیثیت ایک مسلمان ہونیکے انکے خیال کے مؤید ہے۔ چنانچہ اس بنا پر وہ اپنے ہم مذہبونکو
بڑے زور سے کہتے ہین کہ جس بائیبل کا مشنری لوگ وعظ کرتے ہین وہ کذب و دروغ کی کتاب ہے اور کہ
انکے اپنے پروفیسر اس امر کو صریحاً تسلیم کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ تفاسیر عہدنامہ جدید کے پروفیسر شمیڈل کے
کے نزدیک یسوع کے متعلق انجیلون مین صرف پانچ فقرات خالص قابل اعتبار ہین اور ان کا وہ حوالہ دیتے
ہین۔ مرزا صاحب اس امر کے ثبوت مین کہ خود عیسائیون کو مسیح کی الوہیت پر ایمان نہین شمیڈل کے
ایک اور فقرہ کا حوالہ دیتے ہین۔ پروفیسر شمیڈل کہتا ہے کہ یسوع کے معاملہ مین ہمارا ایک خالص انسان کے
ساتھ تعلق پڑتا ہے اور اس انسان کے وجود مین اللہ تعالے کی تلاش اس شکل و ہیئت مین ہو سکتی ہے
جس صورت و شکل خدا تعالے کا ایک انسان مین پایا جانا ممکن ہو سکے۔ مرزا صاحب و نیز بائیبل و عیسائیت
کے دیگر تمام مخالفین و معاندین کے واسطے انسکلوپیڈیا ببلیکا معلومات کا ایک بھاری ذخیرہ ہے اور یہ لوگ
اس سوال کے دوسرے پہلو یعنی ان کفریات کے جنسے وہ خوش ہو رہے ہین علمی تردید کی کوئی پروا نہین کرتے
" دو ہفتہ ہوئے ہم نے ریمارک کیا تھا کہ ایسی تعلیم سے جیساکہ ہم نے انسکلوپیڈیا ببلیکا مین حوالہ
دیا ہے ایک نہایت مہلک خطرہ پیدا ہوتا ہے جس سے آج کل اللہ تعالے کی صداقت پر حملہ ہو رہا ہے
انگلستان کے کلیسیا کا ایسی رائون سے اغماض کرنا نہ صرف اسپر ایک خطرناک دھبہ ہی ہے بلکہ رومن کیتھولک
مذہب اور اختلاف کرنے والے فرقون کے ہاتھ مین یہ ایک زبردست انجن ہے جس سے وہ اسکی وسعت
کو بے اعتبار کرتے اور اپنے نئے نئے مرید اس مین سے حاصل کرتے ہین لیکن اب ایک مسلمان کے ہاتھ سے جو تجربہ
ہم کو ہوا ہے اس کی بنا پر ہم یہ کہنے کے قابل بھی ہو گئے ہین کہ غیر عیسائی اقوام کے اندر انجیل کی اشاعت کے
واسطے یہ سب سے بڑھ کر روک ثابت ہو رہی ہے +

عصمت انبیاء پر پادری مانر و کے رسالے

سلسلہ کے لئے دیکھو ستمبر کا رسالہ

مسٹر مانر و نے اپنے دوسرے رسالہ مین جو عصمت انبیاء پر لکھا ہے حضرت مسیح موعود کو گالیان نکالی ہین۔ اور گستاخی۔ الحاد۔ جہالت اور عمداً لوگون کو دھوکا دینے وغیرہ وغیرہ کا الزام دیا ہے۔ غالباً پادری صاحب کی نظر اس انجیلی وعظ پر بھی جس مین لکھا ہے کہ تو کسی کو بیوقوف مت کہہ ورنہ تجھے جہنم مین ڈالا جائیگا اور ان الفاظ مین انہون نے دنیا کو اپنی نیکی کا نمونہ دکھایا۔ اگر مسیح موعود کیجانب سے اسکو کوئی ذاتی تکلیف و رنج پہنچتا تو اس حالت مین وہ ایسی دشنام ہائے ناہنجار کے دینے مین کسی حد تک معذور سمجھا جاتا۔ لیکن مسیح موعود نے اپنے مضامین مین اسکا کوئی حوالہ نہین دیا ہے اور نہ ہی اسکا نام لیا ہے۔ فی الحال اس سے درگذر کرکے ہم دیکھتے ہین کہ اس نے اپنے اسی رسالہ کے پہلے صفحہ مین ایک عجیب بات لکھی ہو لیکن جہانتک ہم نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہے اور پڑھا ہے اس کی کسی آیت سے یہ امر مفہوم نہین ہوتا۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہین جو اس نے پہلے رسالے مین نقل کی ہین۔ اور جن سے بہ استثنائے یسوع کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور باقی کل پیغمبر صریحاً گنہگار ثابت ہوتے ہین۔ کیا پادری صاحب کلام مجید کی ایک بھی ایسی آیت بتلا سکتے ہین جس مین گنہ گار یا بے گناہ ہونے کے بارہ مین یسوع کو دیگر پیغمبرون سے مستثنیٰ رکھا گیا ہو۔ وہ صریحاً قرآن مجید کی ایسی آیتون کا تذکرہ کرتا ہے جن مین بہ استثنائے یسوع کے باقی پیغمبرونکو صاف گنہ گار ثابت کیا گیا ہے اور بحیثیت ایک خاطئ مین ہونیکے اسکا فرض ہو کہ ان آیتون کا پتہ دیوے وہ آیت "مامحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" کا حوالہ دیکر ظاہر کرتا ہے کہ تمام باتون مین یہ مقدس پیغمبر دیگر پیغمبرون جیسا ہے اور اگر وہ گنہ گار ہین تو یہ پیغمبر بھی اُن سے مستثنیٰ نہین ہو اور خود ہی اسکا یہ ترجمہ کرتا ہے کہ حضرت محمد صلعم ایک رسول سے بڑھکر نہین ہین اور رسول ان سے پہلے سب فوت ہو چکے ہین۔ لیکن جو اسی قسم کی آیت یسوع کی بابت ہے اسکو لکھنا بھول گیا ہے وہ یہ ہے "ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل"۔ اس اور سابقہ آیت مین فرق صرف یہ ہو کہ اس مین بجائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے المسیح ابن مریم لکھا ہو اور پادری مانرو کے ترجمہ کے مطابق اسکا یہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح ابن مریم ایک رسول سے بڑھ کر نہین ہے اور رسول اس سے پہلے سب فوت ہو چکے ہین۔ پھر یسوع کی کہان استثنا رہا ہے؟ جو پیغمبر اس سے پہلے گذر چکے ہین ان سے وہ کوئی الگ اعزاز

نہین رکھتا۔ اور اسی طرح پر تمام باتون مین دوسرے رسولون جیسا ہے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔
مزید برآن یہ بھی قابل ذکر ہے کہ یسوع بھی دوسرے پیغمبرون کی طرح وفات پا گیا اور ہر دو آیت ہائے متذکرہ بالا
سے یہ امر صراحتاً ظاہر ہے۔ پہلی آیت مین تو حضرت عیسیٰ ان پیغمبرون مین شامل ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پہلے فوت ہو چکے ہین۔ اور دوسری آیت مین بیان ہوا ہے کہ جو پیغمبر اس سے پہلے وفات پا چکے ہین اُن سے وہ کوئی
الگ نہین ہے۔ پادری مانرو کو جواب دینے مین شاید کوئی دھوکا نہ لگے اس لئے انکو پھر متنبہ و آگاہ کرنا ضروری ہے
کہ چونکہ صرف متعدد پیغمبرونکے نام قرآن مجید مین لئے گئے ہین اسواسطے یہ استثنائے یسوع کے باقی تمام پیغمبرون کو
گنہ گار ٹھہرانے کے واسطے یہ اسکا فرض ہوگا۔ کہ وہ مقدس کلام مجید سے کوئی آیت اس مضمون کی پیش کرے
جس سے وہ نتیجہ نکلے جسکو اس نے ایسی بیباکی سے پیش کیا ہے۔ اور نیز چونکہ اس نے کلام مجید کی آیتون کا تذکرہ
کیا ہے اس واسطے کوئی حدیث یا کسی تفسیر کا کوئی قول اس غرض کے لئے قابل تسلیم نہین ہوگا۔ پادری صاحب
نے اپنے پہلے رسالہ مین جسکا وہ فقرہ بالا مین حوالہ دیتے ہین صرف مفصلہ ذیل پیغمبرونکو گناہ کا الزام لگایا ہے
یعنی حضرت آدمؑ حضرت موسےؑ حضرت داؤدؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ہارونؑ حضرت نوحؑ اور
ہمارے پیغمبر صلعم۔ کیا وہ کلام مجید کی کوئی ایسی آیت بتلا سکتا ہے۔ جس مین یوحنا جس کا شاگرد یسوع تھا۔
یا شعیبؑ یا اسحاقؑ یا اسمٰعیلؑ یا الیاسؑ یا کسی دیگر پیغمبر کے کسی گناہ کے فعل کا ذکر ہو یا کیا یہ تمام پیغمبر یسوعؑ
کی طرح مستثنٰے ہین پھر قرآن شریف صاف بیان کرتا ہے کہ اس مین صرف متعدد پیغمبرونکا نام لیا گیا ہے پادری
مانرو نے کس دلیل و ثبوت سے ان پیغمبرون کو جن کا نام قرآن مجید مین نہین تھا گنہ گار سمجھا ہے اسکا یہ بیان کہ
قرآن شریف مین ایسی آیات ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام پیغمبر بہ استثنائے ابن مریم کے گنہ گار تھے بالکل
مردود ہے جب تک وہ ایسی آیت پیش نہ کرے جس سے یہ ثابت ہو۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کسی پیغمبر کے
معصوم یا گنہ گار ٹھہرانے کے واسطے قرآن مجید سے یہ ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔ یہ بات کہ قرآن مجید مین ایک بھی
آیت نہین ہے جو پیغمبرونکے گنہ گار ٹھہرانے کے لئے مثبت ہو۔ پادری مانرو نے اپنی خاموشی سے خود مان
لیا ہے کیونکہ اب تک وہ کوئی ایسی آیت پیش نہین کر سکا۔ دوسری جانب ایک مولوی صاحب نے چند
آیات عصمت انبیا کے اصول کی تائید و ثبوت مین اسکو بتلائی تھین لیکن ان پر اسکو بدین وجہ اعتراض تھا کہ
قرآن کریم مین ایسی آیات بھی ہین جن مین اسکے زعم مین بعض انبیاء کے گناہون کا ذکر ہے۔ ان سب آیات پر
ہم اسی سال کے جولائی اور اگست کے نمبر مین مفصل بحث کر کے دکھا چکے ہین کہ ان مین کسی نبی کے کسی گناہ
کا ذکر نہین اور پادری مانرو نے اب تک اس مضمون کی کوئی تردید بھی نہین کی اس لئے اب دو امر کا فیصلہ

ہوگیا ہے۔ اول یہ کہ قرآن مجید مین کوئی ایسی آیت مذکور نہین ہے جس سے عام طور پر سب پیغمبرون کی گنہگاری کا اثبات ہو۔ دوئم یہ کہ قرآن مجید مین کوئی فعل گناہ کا کسی پیغمبر کے حق مین منسوب نہین کیا گیا اب ہم دیکھین گے کہ آیا قرآن مجید مین کوئی ایسی آیتین بھی ہین جن سے عصمت انبیاء کے اصول کا ثبوت ملتا ہو۔ استغفار کے معانی پر بحث کرتے ہوے پہلے اس آیت کا حوالہ دیا جا چکا ہے جو سورہ انبیاء مین ہو جسکا مدعا یہ ہو کہ جو کچھ انبیا کہتے یا کرتے ہین وہ سب باذن اللہ کہا جاتا ہو وہ آیت یہ ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وہم من خشیتہ مشفقون۔ اور کوئی پیغمبر تم سے پہلے ہم نے نہین بھیجا جس کی طرف ہم نے یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہین اس لئے میری ہی عبادت کرو۔ تاہم وہ کہتے ہین کہ رحمن نے ایک بیٹا بنا لیا ہے اسکی ذات ایسے عیبون سے پاک ہو۔ پیغمبر صرف اسکے معزز بندے ہین وہ نہین بولتے جبتک وہ ان کو نہ کہے۔ اور اسی کے حکم کے نیچے وہ کام کرتے ہین۔ وہ انکی آگے اور پیچھے کی سب باتون کو جانتا ہے اور وہ صرف اسی کی خاطر جسپر وہ راضی ہو۔ شفاعت کرتے ہین اور وہ ہر وقت اللہ تعالے کے خوف سے ڈرتے رہتے ہین۔ اس جگہ ہم نے علاوہ آیت محولہ کے جسکے ترجمہ پر لکیر کھینچ دی گئی ہے اس سے ماقبل اور مابعد کی آیتین بھی لکھ دی ہین تاکہ صاف معلوم ہو جائے کہ پیغمبرونکے سوائے ان آیات مین اور کسی کا ذکر نہین۔ یہان پیغمبرونکے بارے مین اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی کلمہ منہ سے نہین نکالتے اور جبتک کسی کام کرنے کیلئے اللہ تعالے انکو حکم نہ دیوے تب تک وہ کام نہین کرتے۔ درحقیقت یہان اللہ تعالے پیغمبرونکے اقوال وافعال کو اپنے اقوال وافعال قرار دیتا ہو پیغمبرون کی عصمت کے بارہ مین اس سے بڑھکر اور کس ثبوت کی ضرورت ہو جو الفاظ پیغمبرونکے بارہ مین اس جگہ استعمال کئے ہین وہ بلحاظ مفہوم کے ان الفاظ سے ملتے ہین جو دوسری جگہ پر فرشتونکے حق مین بولے گئے ہین۔ یخافون ربہم من فوقہم ویفعلون ما یومرون۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہین جو انکے اوپر ہو اور جس بات کا انکو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہین۔ بہرحال یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ ملائکہ معصوم ہین اور قرآن مجید مین جن الفاظ مین ان کی تعریف کیگئی ہو انہین الفاظ مین پیغمبرون کی بھی تعریف کی گئی ہے اسواسطے مذکرہ بالا آیت مین عصمت انبیا کا بالکل صاف ثبوت ملتا ہے +

قرآن مجید کی اور بہت سی آیتون سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ سورہ فاطر کی انتیسوین آیت مین وارث کتاب یعنی مومن تین قسم پر تقسیم کئے گئے ہین (۱) وہ لوگ جو بدیون کے ارتکاب سے اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین (۲) وہ لوگ جو میانہ روی اختیار کرتے ہین (۳) وہ لوگ جو سب سے بڑھکر نیکی کے کام کرتے ہین۔ اول الذکر جماعت کے لوگ برے افعال کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہین۔ دوسری قسم کے لوگ معمولی نیکی کا کام بجالاتے ہین لیکن یہ نہین کہ بدی سے وہ بالکل محفوظ ہوگئے ہون اور اس لئے لغزش مین بھی مبتلا ہو سکتے ہین اگرچہ ان مین بری تحریک جلدی دب جاتی ہے۔ تیسری قسم کے وہ مومن ہین جو بدی سے بالکل محفوظ ہوتے ہین اور نیکیون ہی مین صرف اوقات کرتے ہین یہی جماعت پیغمبرون کی ہے۔ یہ امر کہ صادق مومنون کی ایک ایسی جماعت بھی ہے جو بدی کی مس سے بالکل مامون ہے۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اور آیتون سے بھی ہوتی ہے۔ جب شیطان کو ابدی سزا کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا **فبعزتک لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین** ترجمہ۔ مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ مین ان سب کو گمراہ کرونگا۔ سوائے انکے جو تیرے مخلص بندے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے مخلص بندون کی بھی ایک جماعت ہے۔ جن پر شیطان کا کوئی تصرف نہین اور جنکو وہ صراط مستقیم سے نہین پھسلا سکتا۔ ایسا ہی اللہ تعالے فرماتا ہے **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** ۔ یعنے شیطان کا عباد الرحمن پر کوئی تصرف نہین۔ اس جگہ لفظ عباد جو عبد کی جمع ہے۔ تمام مخلوق کے واسطے مستعمل نہین ہوا بلکہ یہ صرف اللہ تعالے کے ایسے مخلص اور منتخب بندونکے واسطے ہے جیساکہ پیغمبر اس سے بھی عصمت انبیا ثابت ہوتی ہے کیونکہ انسان کسی بدی کا مرتکب نہین ہوسکتا جبتک کہ شیطان اسپر قابو نہ پاوے۔ لیکن ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیا پر شیطان قابو نہین پا سکتا اسلئے انبیا بدی کے بھی مرتکب نہین ہوسکتے۔

علاوہ ازین یہ مسلم امر ہے کہ انبیا کا فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ پس اگر وہ خود اپنے کہنے کے برخلاف عمل کرے تو وہ ان مین سے ہوگا جنکو قرآن مجید پیغمبر صلعم کی زبانی مفصلہ ذیل الفاظ مین ملامت کرتا ہے۔ **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم** ۔ ترجمہ کیا تم لوگونکو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنا آپ خود بھول جاتے ہو۔ یہ الفاظ قرآن مجید مین علمائے یہود کے حق مین بولے گئے ہین۔ جنہون نے پیغمبر کے دینے انکار کیا اور انکو جھٹلایا۔ یہود کے علما یہ سمجھتے تھے کہ ہمین کسی پیغمبر کی ضرورت نہین ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام ہمارے پاس موجود ہے اور ہم دوسرے لوگون کو اس کی تعلیم دیتے ہین لیکن خدا تعالے انکو ملزم قرار دیتا ہے کیونکہ جس بات کے کرنیکا وہ اورونکو حکم دیتے ہین وہ خود نہین کرتے اور فرماتا ہے کہ تمہین نجات نہین مل سکتی جبتک پیغمبر کی

پیروی نہ کرو۔ اگر پیغمبر بھی گنہگار ہوتے ہیں تو وہ صریحًا انہین الفاظ کے نیچے آتے ہیں جو علمائے یہود کی نسبت یہان بیان کئے گئے ہین اور اس لئے اگر انبیاء اور علمائے یہود مین کوئی فرق نہین تھا تو علمائے یہود کو انبیاء سے انکار کرنے پر لعنت ملامت کیون کی گئی۔ وہ بھی نیکی کے کام کرنے کی تعلیم دیتے تھے لیکن خود اسپر عمل نہین کرتے تھے۔ اور پیغمبر بھی وہی کام کرتے تھے اس صورت مین تو انبیاء کی بعثت کی بھی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ نیکیون کی تعلیم دینے کے لئے علمائے یہود بکثرت موجود تھے لیکن اصل بات یہ ہے کہ صرف تعلیم بے اثر ہے جبتک کہ معلم نمونہ بن کر نہ دکھلاوے اور نہ ایسی تعلیم لوگونکو برائیون سے ہٹا سکتی ہے اور اسی لئے پیغمبرونکے آنیکی ضرورت ہوتی ہے اور وہ جو کچھ تعلیم دیتے ہین اسپر خود عمل کرتے ہین اور اس طرح نیکی کا ایک نمونہ قائم کرتے ہین +

یہ بات کہ جو شخص افعال بد کا مرتکب ہو۔ وہ پیغمبر نہین ہوسکتا۔ مفصلہ ذیل آیت سے ظاہر ہوتی ہے

واذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمت فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظالمین +

اس آیت مین اللہ تعالےٰ اول ان احکامات کا ذکر کرتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کو دئے گئے تھے جنکو انہون نے بالکل پورا کر دیا۔ اس کی راستبازی پر خوش ہوکر اللہ تعالےٰ نے انکو امام بنایا۔ اسپر حضرت ابراہیم نے بارگاہ الٰہی مین عرض کی کہ میری ذریت مین سے بھی پیغمبر بنائے جائین تو جواب ملا کہ تمہاری ذریت سے صرف وہی لوگ پیغمبر بنائے جائینگے جو برے کام نہین کرینگے اور یہ کہ اس کے عہد سے بدکارونکو کوئی حصہ نہین ملیگا۔ اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ گنہگار شخص کو خدا کبھی پیغمبر نہین بناتا۔ اس مین پہلے ابراہیمؑ کو نبوت ملنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ راستباز تھا۔ اور پھر اسکو صاف اطلاع دیتا ہے کہ اگرچہ اس کی راستبازی کی وجہ سے اس کی ذریت سے پیغمبر بنائے جائینگے تاہم جو شخص ان مین سے برے کام کرے گا وہ ہرگز نبوت کے لئے منتخب نہین ہوگا دو نتائج ایسے ہین جو کسی طرح قابل انکار نہین (۱) تو یہ کہ خدائے قادر مطلق کبھی کسی بدکار یا گنہگار کو پیغمبر نہین بناتا۔ اور (۲) یہ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد مین سے وہ تمام لوگ جو پیغمبر بنائے گئے معصوم تھے ایسے صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے انبیاء کو گنہگار ٹھہرانا۔ کیا یہ حماقت نہین ہے۔ پھر سورہ انعام مین اللہ تعالےٰ مختلف پیغمبرونکے نام لیکر فرماتا ہے۔ **ووهبنا له اسحاق ویعقوب کلا هدینا ونوحا هدینا من قبل ومن ذریته داود وسلیمن وایوب ویوسف وموسے وهرون وکذالک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسے والیاس کل من الصالحین واسمعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علے العالمین** + ترجمہ۔ اور ہم نے اسکو یعنی حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیا۔ اور ان کو ہدایت

دی اور نوح علیہ السلام کو اس سے پہلے ہدایت دی تھی۔ اور اس کی اولاد سے داؤدؑ و سلیمانؑ و ایوبؑ و یوسفؑ
اور موسےؑ و ہارونؑ کو اور ہم راستبازون کو ایسے ہی اجر دیتے ہین اور زکریا اور یحییٰؑ اور عیسےؑ اور الیاسؑ
یہ تمام ہمارے نیک بندے تھے اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ۔ ان سب کو ہم نے باقی لوگون پر
فضیلت دی۔ اس آیت کو پہلی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جاوے تو صاف پایا جاتا ہے کہ یہ تمام پیغمبر جنکی
بابت ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو صراط مستقیم پر چلایا گیا تھا۔ اس وعدے کے مطابق پیغمبر بنائے گئے تھے۔
جو حضرت ابراہیم کو دیا گیا تھا کہ تیری ذریت مین سے پیغمبر بنائے جائینگے مگر صرف وہی لوگ جو بدی کا ارتکاب نہ کرینگے
یہ صرف چند آیات ہین جنسے عصمت انبیاء ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید ایسی آیتون سے بھرا ہوا ہے لیکن ان
سب کا یہان نقل کرنا ضروری نہین کیونکہ جسقدر اوپر تحریر کیجا چکی ہین ان سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ گناہ
پیغمبرون کی طرف منسوب نہین کیا جا سکتا۔ مندرجہ بالا آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کے اقوال و
افعال تمام احکام الٰہی کے تابع ہوتے ہین اور یہ وہ لوگ ہوتے ہین جن کی نیکیان خالص اور اعلیٰ درجہ
کی ہوتی ہین اور ان مین بدی کی ملاوٹ ایک ذرہ بھی نہین ہوتی اور شیطان کا ان پر کوئی تصرف نہین
ہوتا اور وہ اورونکو ان نیکیون کی تعلیم دیتے ہین جنپر وہ خود عمل کرتے ہین اور کوئی بدکار یا گنہگار پیغمبر نہین
بنایا جا سکتا۔ اور یہ کہ ان سب کو صراط مستقیم پر چلایا گیا تھا جس سے وہ کبھی الگ نہین ہو سکتے تھے +

اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت دیکھا جاوے تو آپ کو بلحاظ عصمت کے سارے دوسرے
انبیاء پر کئی وجوہ سے بہت بڑی فوقیت حاصل ہے کیونکہ اول تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء سے افضل اور اعلیٰ
تھے اور اس لئے اپنی پاکیزگی اور عصمت کے لحاظ سے اور تمام پیغمبرون سے بڑھے ہوئے تھے (۲) ان کی
عصمت نہ صرف اس لئے ثابت شدہ ہے کہ وہ ایک پیغمبر تھے۔ اور تمام پیغمبرون کو قرآن کریم نے معصوم قرار
دیا ہے بلکہ بہت سی آیات مین خاص طور پر یہ عصمت صاف بیان کی گئی ہے ایک موقعہ پر قرآن مجید مین
اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے **ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالداً فیہا**۔ ترجمہ جو کوئی
اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا اس کی سزا جہنم ہے اس جگہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی اطاعت
کا ایک ہی کلمہ مین ذکر کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر کے اقوال و افعال بغیر حکم الٰہی نہ تھے ورنہ
اس کی اطاعت اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے ساتھ کی جانی ضروری نہ تھی ایک اور موقعہ پر آتا ہے
ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ خود خدا کی اطاعت کرتا
ہے جسکے یہ معنے ہین کہ رسول کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کیونکہ اگر پیغمبر کی ایک کام کی مرضی ہو جو خدا تعالیٰ کی

مرضی نہ ہو تو ایسی صورت مین پیغمبر کی اطاعت خدا کی اطاعت نہین ہوسکتی ان دو آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر کی خواہش خلاف منشا ایزدی نہین ہوسکتی اور اس لئے وہ گناہ کا مرتکب نہین ہوسکتا کیونکہ اس سے اللہ تعالے کی مرضی کے خلاف کام کرنا پایا جاتا ہے۔ مزید برآن چند آیات مثلاً قل ان صلوتی ونسکی و محیای ومماتی للہ رب العالمین اور آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ اور آیت وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اور آیت ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوے ان ھو الا وحی یوحی پر پہلے اچھی طرح سے بحث کی گئی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ یہ تمام آیات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت کیلئے قطعی دلیل ہین۔ اسی طرح آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ترجمہ۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے نقش قدم پر چلو پھر اللہ تعالے تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی گناہ نہین کیا ورنہ ایک شخص کے جس سے کبھی کبھی گناہ کا ارتکاب بھی ہو جاتا ہو۔ نقش قدم پر چلنے سے گناہ کیونکر معاف ہوسکتے تھے یا اللہ تعالے کیونکر خوش ہوسکتا تھا۔ اس آیت پر مفصل بحث پہلے گذر چکی ہے ایک دیانت داری سے قرآن مجید کا مطالعہ کرنیوالا ایک لمحہ کے لئے بھی نہین کہہ سکتا کہ جس شخص کا ان آیات مین ذکر ہے وہ گنہگار تھا۔ ان آیات کے علاوہ جنکے یہان دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین قرآن مجید مین اور بہت ساری آیات ہین جن مین ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف صاف ذکر ہے چنانچہ ایک جگہ ہمارے رسول اکرم کو نیکی کا نمونہ کہا گیا ہے اور تمام لوگونکو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی پیروی اختیار کرین اور آپکے نقش قدم پر چلین۔ اگر ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم ایک ممنوع جگہ پر پڑے ہوئے تھے تو آپکے ہر حالت مین نمونہ پر چلنے کا حکم نہ ہوتا۔ قرآن مجید ہر ایک غلطی سے مبرا اور کافی ہدایت کا جامع تھا پس اگر پیغمبر صلعم غلطیون سے پاک نہ تھے تو کیون انکو نمونہ قرار دیا گیا۔ پھر لکھا ہے کہ خود اللہ تعالے اور اسکے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہین اے مسلمانون تم بھی اس پر درود بھیجو۔ یہان مومنونکو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی کا درود رحمت رسول اکرم پر بھیجین اسلئے اور جو شخص انکو گنہگار سمجھتا ہے وہ خلاف منشا ایزدی کرتا ہے اللہ تعالے کا رسول اکرم پر درود بھیجنا ان کی عصمت کیوجہ سے ہے۔ اس سے اگلی آیت مین اور بھی زیادہ وضاحت سے یہی بیان کیا گیا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ یعنی جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ تعالی کی ان پر لعنت ہے۔ اور آیت ان الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و

اثماً مبینا۔ اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ایذا دیتے ہیں وہ ایک بہتان اور صاف گناہ کے مرتکب ہیں۔ دونوں آیتوں کا فرق ظاہر ہے۔ پہلی آیت میں خدا کی لعنت اُس شخص پر ہوتی ہے جو خدا اور اسکے رسول کو ایذا دیتا ہے۔ اور دوسری آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ مومنوں کو بغیر ان کے کسی قصور کے ایذا دیں وہ بہتان کے مرتکب ہیں جن الفاظ پر خط کھینچا گیا ہے وہ پہلی آیت میں نہیں ہیں ان الفاظ کے نہ ہونے سے صاف پایا جاتا ہے کہ قصور کا امکان جو مومنوں کے بارہ میں ہے جسکے واسطے الفاظ "بغیر انکے کسی قصور کے" استعمال کرنے کی ضرورت ہوئی۔ ایسا امکان قصور کا پیغمبروں کے بارہ میں نہیں ہے۔ یہ بات اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا ایک ہی جگہ الگ ذکر کیا گیا ہے۔ اور مومنوں کا ذکر الگ کیا گیا ہے اسلئے چونکہ کوئی قصور اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا ایسے ہی پیغمبر کی طرف بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں آنحضرت صلعم کو ایذا پہنچانیکو گناہ کہا گیا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص آنحضرت صلعم پر گناہ کا الزام لگاتا ہے یا آپکو گنہ گار کہتا ہے وہ آپ کو ایذا پہنچاتا ہے اسواسطے قرآن کریم سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلعم کو گنہ گار کہیگا وہ خود بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ پیغمبر صلعم کو آپ کی طرف کوئی گناہ منسوب کرکے ایذا پہنچانیوالے پر لعنت کیگئی ہے حالانکہ مومنین کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی برکات آنحضرت کیلئے طلب کریں کیا اب بھی پادری مانز کو واقعی شک ہے کہ انبیاء معصوم نہیں ہوتے؟

آنحضرت صلعم کی زندگی ایسی پاکیزہ اور ہر ایک عیب و نقص سے ایسی مبرا ہے کہ آپکے ہمعصر دشمن آپ کی ساری زندگی میں ایک عیب بھی بیان نہ کرسکے جبکہ قرآن شریف نے یہ دعوے کیا **فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون**۔ میں اس سے پہلے تمہارے درمیان بہت مدت رہا ہوں (تم بتا سکتے ہو کہ میں نے کونسا برا کام کیا) پس تم کیوں نہیں سمجھتے (کہ جس شخص سے ساری عمر میں خفیف سے خفیف گناہ کا ارتکاب بھی نہیں ہوا وہ افترا علے اللہ جیسے بڑے گناہ کا مرتکب کیونکر ہو سکتا ہے) ایک ایسی زندگی کے ساتھ جو کہ اپنی پاکیزگی اور ہر ایک الزام سے بری ہو ہمیں لگانا ہے ایسے سخت گناہ کو کہ وہی شخص خدا پر افترا کرتا اور بہتان باندھتا ہے۔ ہم کسی طرح مطابق نہیں کرسکتے۔ آنحضرت صلعم نے اپنے دعوے کی سچائی پر اپنی پہلی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیبی کو بطور شہادت پیش کیا ہے جو کہ انکے مخالفوں میں بھی مسلم تھی۔ جو شخص عین جوانی میں نہ خدا کو نہ انسان کو ناراض کرتا ہے وہ کیونکر اپنے بڑھاپے میں اپنی نیک شہرت پر دھبہ لگانیکا مرتکب ہو سکتا ہے یہ دلیل آنحضرت صلعم کی سچائی کیلئے قرآن شریف نے استعمال کی ہے اور اسکی شوکت پادری مانز صاحب کو اُسوقت اور بھی زیادہ معلوم ہوگی جب وہ آپکے ابتدائے چالیس سالہ واقعات کا مجموعہ کی ابتدائی تیس سالہ زندگی

مقابلہ کرینگا - یسوع کے ابتدائی حالات بالکل تاریکی مین پڑے ہوئے ہین اور وہ خود ایک لفظ تک کا بھی اشارہ اپنی وعظونمین ان حالات کیطرف نہین کرتا بلکہ اس کی سوانح نویسونکو بھی اس امر پر خاموش ہی رہنا پڑا ہے اور اسکے دشمنون نے جو کچھ بیان کیا ہی وہ اس قسم کے قصص ہین جن مین سے ایک عشق کا قصہ ہے کہ اگر انکو صحیح مانا جاوے جیساکہ یہودیون کی ساری تاریخ کو عیسائی صحیح مانتے ہین تو یسوع کی عصمت مین بھی شک پڑتا ہے لیکن صرف قرآن شریف کے روسے ہم انکو معصوم مانتے ہین - برخلاف اسکے آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات مفصل طور پر حدیثونمین بیان کئے گئے ہین اور آپ کی پاکیزگی ونیکی کا شہرہ اُسوقت بھی ایسا تھا کہ آپ عام طور پر الامین کے نام سے مشہور تھے اس مطہر ومقدس زندگی کا حوالہ قرآن شریف نے نہایت ہی مختصر وخوبصورت الفاظ مین اس طرح پر دیا ہے کہ اسی کو آپکے دعوے کی سچائی پر دلیل کے طور پر پیش کیا ہے - اور دلیل صرف وہی چیز ہو سکتی ہی جو فریقین کے نزدیک مسلم ہو پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کی پاکیزگی و بےعیبی کے کفار بھی اسی طرح قایل تھے جیساکہ مسلمان +

(باقی آیندہ)